ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینے میں

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

خادم التدریس مدرسہ خیر المدارس حیدر آباد

فہرست مضامین

عرض مرتب	۵
اسلام میں حیااور پاکدامنی کی اہمیت	۷
پاکدامنی نبوت کا حصہ ہے	۸
حیاءو پاکدامنی شرط ولایت ہے	۸
باحیاءو پاکدامن لوگوں کے واقعات	۹
باحیااور پاکدامن پر ظل الٰہی	۱۱
اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ	۱۱
کنسے کی رپوٹ	۱۲
انگلستان کی حیاسوزی	۱۳
فرانس کی بے حیائی	۱۳
تہذیب کے نام پر بدتہذیبی	۱۴
بے شرمی کی تاریخ	۱۶
عیسائیت کا اثر	۱۷
جشن زرخیزی	۱۸
محبت کا شہید	۱۹
ایک اور ویلنٹائن	۱۹
جنسی اختلاط کا دن	۲۱
زانی پادری	۲۲
بھیڑ کی کھال میں لڑکیاں	۲۲

۱۴ فروری ہی کو کیوں؟	۲۳
اس دن کیا ہوتا ہے؟	۲۴
ویلنٹائن ڈے پر مبارک بادی کارڈ کا رواج	۲۴
ویلنٹائن ڈے پر آوارہ عشاق کے جملے	۲۵
ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار	۲۶
حیا کی کمی	۲۷
بے حیائی کو فروغ دینے میں میڈیا کا کردار	۲۸
تعلیمی اداروں میں عشق کے مریض	۳۰
کس کرب سے یارب دو چار ہیں ہم	۳۲
خس کم جہاں پاک	۳۲
سنگ دل محبوب نے زندگی اجاڑ دی	۳۳
ویلنٹائنی محبتوں کا انجام	۳۴
عزت بھی گئی اور ناک بھی کٹ گئی	۳۵
محبوبہ ہوگی تو تیری	۳۶
بوس وکنار کا عالمی ریکارڈ	۳۷
بت کدہ میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ	۳۷
یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں	۳۹
کیا گناہوں سے روکنا قدامت پرستی ہے؟	۴۰
وہ تو کزن ہے	۴۱
افسوس ہے اس مسلمانی پر	۴۲
ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس	۴۲
عالم اسلام میں ویلنٹائن ڈے کا فروغ	۴۳

❁ کیا ویلنٹائن ڈے کے مخالف محبت کے دشمن ہیں؟	۴۴
❁ ویلنٹائن ڈے کی مخالفت کیوں؟	۴۴
❁ محبت بدنام ہوگئی	۴۵
❁ حقیقی محبت کونسی ہے	۴۷
❁ محبت پیدا کیوں نہیں ہوتی؟	۴۸
❁ امام ابن تیمیہؒ کی رائے	۴۹
❁ ویلنٹائن ڈے میں تعاون کا شرعی حکم؟	۵۰
❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں	۵۱
❁ یوم عاشقاں منانا بالاجماع حرام ہے	۵۱
❁ عاشق کافر ہوگیا معشوقہ مسلمان ہوگئی	۵۲
❁ عاشق کی لاش گندگی کے ڈھیر میں	۵۳

مقدمہ

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی عمت فیوضہم
خلیفہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب دامت برکاتہم

اس وقت مسلمان جن کٹھن اور صبر آزما حالات سے گزر رہے ہیں وہ کسی حساس اور باشعور انسان پر مخفی نہیں ہیں، ایک طرف مغربی طاقتیں ہر طرح کے فکری اور مادی ہتھیار سے لیس ہو کر اسلامی تہذیب وثقافت پر شب خون مار رہی ہیں، تو دوسری طرف خود مسلمان بدعملی اور فسق وفجور میں مبتلا ہیں، اور مغربی تہذیب وتمدن اپنانے کو روشن خیالی کا لازمہ تصور کر رہے ہیں، آج نسل نو کے ظاہری حلیے اور ان کی وضع قطع کو دیکھ کر بلا مبالغہ ایک دیندار اور شریعت کا پابند انسان اس کے اسلام اور مسلمانوں سے وابستہ ہونے پر یقین نہیں کرسکتا ہے، آج اسلامی تہذیب وثقافت نسل نو کے لیے محض ایک نقطۂ سیاہ کی حیثیت رکھتی ہے، جوان کو اپنے باپ دادا سے وراثت میں ملی ہے، ورنہ شعوری طور پر نہ انہیں اسلامی تہذیب سے وابستگی کی فکر ہے اور نہ اس سے محرومی پر کسی قسم کا رنج، یقیناً یہ صورتِ حال غم انگیز اور لمحۂ فکریہ ہے، اور ہر صاحب بصیرت انسان کی روح کو تڑپا دینے والی اور بے چین کر دینے والی ہے۔

فرنگی تہذیب وتمدن کی لہر پورے عالم میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے، اور ہر کوئی اسی تہذیبِ جدید کا دلدادہ اور قصیدہ خواں نظر آرہا ہے، اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف ذرائع ابلاغ کے سرچشمہ پر مغرب کا قبضہ ہے، جہاں سے مغربی تہذیب وتمدن کا زہر ہلاہل خوش نما صراحیوں میں بھر کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، اور لوگ صراحی کی شوخ رنگینی کو دیکھ کر دیوانہ وار اس پر ٹوٹ رہے ہیں، تو دوسری طرف خود مغربی آقاؤں نے عالمی سطح پر مغربی تہذیب کی ترویج واشاعت کے لیے خاص تقاریب مثلاً ''کرسمس

ڈے""اپریل فول"اور"ویلنٹائن ڈے"کومقرر کیا ہے،یہ تقاریب کیا ہیں؟ بس اتنا سمجھ لیجیے کہ بے حیائی اور اختلاطِ مرد وزن کا یک جلی عنوان ہے،نسل نو میں صنفی آوارگی اور جنسی بے راہ روی فروغ دینے کا وسیلہ، پورے عالم پر مغربی ثقافت کو مسلط کرنے کا ایک بہانہ،مشرقی اقدار اور روایات کے بیخ و بن کو جڑ سے اکھاڑنے کی ایک منظم سازش ہے،افسوس ہمارے مسلم نوجوانوں پر ہے،جو مغربی تہذیب وتمدن کے سیل رواں میں خس وخاشاک کی بہتے چلے جارہے ہیں،اور مغربی تہذیب سے وابستگی کو اپنے لیے سرمایہ عزت وافتخار خیال کررہے ہیں،چنانچہ بہت سے مسلم نوجوان اس طرح کی خالص غیر اسلامی تقاریب میں شرکت کرتے ہیں،اور اس کو روشن خیالی اور روشن ضمیری کی علامت قرار دیتے ہیں ،اور اللہ کے غضب وغصہ کو دعوت دیتے ہیں ،مغربی تہذیب کے اس سیل بلاخیز پر بند باندھنے کے لیے جہاں بہت سی سنجیدہ اور ہمہ جہتی کوششوں کی ضرورت ہے وہیں ذرائع ابلاغ کے سرچشمہ پر قبضہ کرنا بے حد ضروری ہے،اس سرچشمہ پر فرزندان توحید کا قبضہ ہوگا تو اس سے پھوٹنے والی ہر آبجو سے عدل وخیر کی خوشبو معطر ہوگی ،اور ہوائیں اس کے بخارات کو بادل بنا کر معاشرے پر برسائیں گی تو اسلامی تہذیب وثقافت کو نشوونما ملے گی ،اور اسلام کا ننھا سا پودا خطرات کی باد سموم سے محفوظ ہو جائے گا۔

ضرورت تھی کہ اس تعلق سے ایسی مختصر کتابیں ترتیب دی جائیں جن میں ان غیر شرعی اور خالص مغربی تقاریب کے مفاسد اور نقصانات کا بیان ہو،اور شرعی نقطۂ نظر سے ان میں شرکت کا حکم بیان کیا گیا ہو،بڑی خوشی کی بات ہے کہ جواں سال عالم دین محبی فی اللہ جناب مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی ۔جو خیر المدارس کے مقبول اور ہر دلعزیز استاذ ہیں،ایک کامیاب اور باصلاحیت مدرس ہونے کے ساتھ انشاء پردازی ،مضمون نگاری اور تحقیقی کام کا اچھا ذوق رکھتے ہیں ۔نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ،اور چار مختصر مگر جامع کتابیں تالیف فرمائیں ،جن کے عنوانات یوں ہیں : (۱) نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر (۲) اپریل فول ۔تاریخ وشریعت کے آئینہ میں (۳) کرسمس ڈے کی حقیقت ۔عقل ونقل کی روشنی میں

(۴) ویلنٹائن ڈے ۔تاریخ کے آئینہ۔ان کتابوں میں مولانا نے ان خالص مغربی تقاریب کے نقصانات اوران کے مفاسد کے حوالہ سے مختلف کتابوں سے خاصا مواد جمع کردیا ہے،اورمغرب کے پرفریب تمدن سے خوش نما اور رنگین نقاب کو ہٹا کرنسل نو کو مغرب کا اصلی اور گھناؤنا رخ دکھانے کی کامیاب کوشش کی ہے،کتاب کا اسلوب نہایت سادہ اور سلیس ہے،عوام وخواص ہرایک کے لیے یکساں مفید ہے،امید ہے کہ یہ کتابیں ان شاءاللہ اسلامی لائبریری میں حسین اورخوش گوار اضافہ کا باعث ہوں گی،شوق کے ہاتھوں لی جائیں گی اور ذوق کی نگاہوں سے پڑھی جائیں گی ،برادرعزیز مفتی احمداللہ نثار قاسمی نے صلاحیت کے ساتھ صالحیت کا بھی وافر حصہ پایا ہے،درس وتدریس ،دعوت وتبلیغ اورتصنیف وتالیف تینوں میدانوں کے شہسوار ہیں،مزاج میں اعتدال اورفکر میں استقامت ہے ،زودنویس بھی ہیں اورخوب نویس بھی ،زودنویسی کے ساتھ خوب نویسی بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو زودنویس ہوتا ہے وہ خوب نویس نہیں ہوتا ،مفتی احمد اللہ صاحب کو اللہ نے ان دونوں نعمتوں سے نوازا ہے ،اکابرعلماء کی کتابوں کی تحقیق وتخریج کے ساتھ اشاعت کا بڑا ستھرا ذوق رکھتے ہیں،اب تک کئی کتابوں پر انہوں نے تحقیق وتخریج کا کام کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ ان مفید کتابوں کو قبولیتِ عامہ نصیب فرمائے اورانھیں اسلامی اخلاق وتہذیب کے فروغ کا ذریعہ بنائے،اورمرتب کے قلم کو خلوص وتاثیر کی نعمتوں سے سرفراز کرے۔

(حضرت مولانا) سیداحمدومیض ندوی (نقشبندی دامت برکاتہم)

۱۹/صفر/۱۴۳۹ھ

۲۰۱۷ء/۱۱/۹/جمعرات

عرض مرتب

روشن خیال (جو درحقیقت تاریک خیال ہیں) مغرب کے مار گزیدہ آوارہ خیال لوگوں نے بے حیائی کے فروغ کے لئے ایک مستقل رسم بد کو ہوا دی ہے جو چودہ فروری کو ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے منائی جاتی ہے، جس میں مردہ دل عاشق اس دن کا خاص پروگرام ''ڈانس پارٹی''، ''شراب نوشی'' اجتماع عیاشی اور ایسی بے ہودہ حرکتیں کرتے ہیں کہ شیطان بھی شرما جاتا ہے، خاص طبقہ کی یہ بے حیائی اب باقاعدہ سماج کا حصہ بنتی جارہی ہے جس سے سن صغرہی میں بلوغ کا کریڈٹ حاصل ہو جاتا ہے، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے حیاء باختہ فلموں کے ڈائلاگ دکھا کر ہر راہ چلتے سے اظہار محبت کی مسموم رسم کو عام کردیا ہے، مسلم سماج کی لڑکیاں اور لڑکے بلا تفریق مذہب خواہ محبوب یہودی ہو یا عیسائی بت پرست ہو یا آتش پرست، اجنبی ہو یا پرایہ ہر ایک سے ''دل دیا'' کے دلدل میں پھنسنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے ہیں، اور بعض بے حیاء لڑکوں اور لڑکیوں نے تو مستقل کاروبار بنا رکھا ہے کہ کسی لڑکے کو کسی لڑکی سے ملانے پر اتنی رقم، یا لڑکی کا نمبر فروخت کرنے کی اتنی رقم خود مسلمان لڑکے اور لڑکیاں یہ دلالی کرتی ہیں، اور کسی ذی عقل سے اس بے حیائی کے نقصانات اور معاشرہ کی رسوائی پوشیدہ نہیں ہے، مزید براں کہیں اولادوں کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے تو اسکول اور کالج کے ٹیچر انہیں ''ایشین ٹائگر'' کے خواب دکھا کر لڑکیوں کے پیچھے ایسے دوڑاتے ہیں جیسے ہرن یا بکری کا شکار کرنے شکاری نے اپنا کتا چھوڑا ہو اور کبھی تو بکری کی طرف سے گرین لائٹ کا سگنل دیا جاتا ہے جس سے جانبین کی عصمت وعفت تارتار ہو جاتی ہے اور '' **الخبیثات للخبیثین** '' کا کھلا مصداق بن جاتے ہیں، ظاہر ہے اس بدبودار رسم کو سماج کا حصہ سمجھا جائے اور اسے روکنے کی نہ ہاتھ سے کوشش کی جائے اور نہ زبان سے کوشش کی جائے تو ایمان کے لالے پڑ جانے اور فیملی سسٹم کے تباہ ہوجانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہے گا، اس لئے سلیم الفطرت انسان کو خواہ وہ کسی بھی

مذہب سے تعلق رکھتا ہے اپنی فیملی کو اس تباہ کن عالمی مرض سے بچانے کی سنجیدہ کوشش کرنا ضروری ہے، زیرنظر رسالہ میں ''ویلنٹائن ڈے'' کے نقصانات دینی اور دنیوی دونوں واضح کئے گئے ہیں خدا کرے یہ تحریر اور آواز مستقبل نا آشنا نسل نو تک مخلص علماء وخطباء کے ذریعہ پہنچ جائے۔

؎ مرادِ ما نصیحت بود و کردیم　　　حوالت باخدا کردیم و رفتیم

اس مضمون پر کافی تفصیل سے پڑوس ملک کے مولانا عبد الوارث ساجد صاحب نے اپنی کتاب ''ویلنٹائن ڈے تاریخ، حقائق اور اسلام کی نظر میں'' میں کافی عمدہ رقم فرمایا ہے یہ کتابچہ اس کتاب کی ایک معنیٰ کر تلخیص ہے، بندہ حضرت مولانا سید احمد ومیض صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کا بے انتہاء شکر گذار اور ممنون ہے کہ آپ نے اپنی تمام تر مصروفیتوں کے باوجود احقر کے رسائل پر قیمتی ومؤثر مقدمہ تحریر فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی تواضع کا وافر حصہ نصیب فرمائے، اللہ بندہ کی اس ترتیب کو قبول فرمائے۔

احمد اللہ نثار قاسمی
خادم التدریس مدرسہ خیر المدارس حیدرآباد
۱۴؍۱؍۲۰۱۷ءمطابق ۱۵؍ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ
۹۹۸۹۴۹۷۹۶۹

اسلام میں حیاء اور پاکدامنی کی اہمیت

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر جن خوبیوں سے مالا مال کیا ان میں ایک خوبی شرم وحیاء کی ہے ۔حیاء وہ صفت ہے جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے ،باحیاء مؤمن معاشرہ کے لئے امن وسکون کا ذریعہ ہوتا ہے ،حیاء ایمان کا حصہ ہے "الحیاء شعبۃ من الایمان "(بخاری شریف ۱ ۔۲۱ حدیث :۶) انسان جس قدر باحیاء ہوتا ہے اسی قدر خیر وبھلائی حاصل کرتا ہے "الحیاء لا یاتی الا بخیر " (بخاری شریف ۴ ۔۸۶ حدیث :۲۳۶۴) باحیا انسان جنتی انسان ہے "الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ ،اور بے حیائی جہنم کا پیش خیمہ ہے "والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار "(الکرم والجود للبرجلانی ۱ ۔۴۱ حدیث :۲۵) بے حیا انسان کسی ضابطہ واخلاق کا پابند نہیں ہوتا ،اس کی زندگی شتر بے مہار ہوتی ہے "اذا لم تستحی فا صنع ما شئت "(بخاری شریف ۴ ۔۸۴ حدیث :۲۳۶۴) باحیا انسان مخلوق کی نظر میں پرکشش اور پروردگار عالم کے یہاں مقبول ہوتا ہے ،حضرت شعیبؑ کی دختر نیک اختر جب موسیٰ کو بلانے کے لئے آئی تو اس شائستگی اور میانہ روی اور سراپا حیاء بن کر آئیں کہ ان کے شرمیلے پن کو رب نے ہمیشہ کے لئے قرآن میں جگہ دیا اس صفت حیا کے علاوہ اور کیا کارنامہ اس خاتون کا ہے؟ جہاں اللہ تعالی نے حضرت آسیہؑ کی قربانی کو قرآن میں جگہ دیا ،حضرت مریم کی عفت کو قرآن میں جگہ دیا حضرت عائشہ کی پاکدامنی کو قرآن میں جگہ دیا ،حضرت موسیٰ کی والدہ کی ہمت واستقلال کو قرآن میں جگہ دیا وہیں اللہ تعالی نے حضرت شعیبؑ کی دختر کی حیا کو قرآن میں جگہ دیا اس سے حیا کا اندازہ کرلیں کس قدر اہم وضروری صفت ہے "وجاءتہ احداہما تمشی علی استحیاء " (سورۃ القصص ۲۵ :)

خود رسول اللہ ﷺ کی حیاء کا عالم یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء دار تھے آپ ﷺ کی حیاء کا حال یہ تھا کہ کبھی کسی غیر محرم کے ساتھ آپ نے

تنہائی اختیار نہیں فرمائی، عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے حیاء کا عنصر زیادہ رکھا ہے، اور یہ ان کی فطرت اور ضرورت کے عین مطابق ہے، اسی لئے ان کے لئے پردہ کے احکام رکھے گئے ساتر لباس کو مردوں اور عورتوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا، نماز میں خواتین کی صف پیچھے رکھی گئی، نکاح میں کنواری لڑکی کے لئے خاموشی کو رضامندی قرار دیا گیا، اور زبان سے اظہار ان کے لئے ضروری نہیں سمجھا گیا، میاں بیوی کو ہدایت دی گئی کہ وہ خلوت کی باتوں کو لوگوں سے مخفی رکھیں، اور انہیں دوسروں کے سامنے زبان پر بھی نہ لائیں، لباس و پوشاک، آواز چال ڈھال، گفتگو غرض تمام امور میں تقاضہ حیاء کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کی گئی۔

پاکدامنی نبوت کا حصہ ہے

انبیاء انسانیت کی ہدایت کے لئے مینارہ نور ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں صفت خاص "حیاء" رکھی ہے جس کی وجہ سے ان حضرات کو عصمت حاصل ہوتی ہے، حضرت یحیٰ کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والے تھے "**سید اوحصورا**" حضرت یوسف کی صفت بیان فرمائی کہ وہ اپنے دامن کو بچائے رکھے "**ولقد رودتہ عن نفسہ فاستعصم**" انسانوں میں برگزیدہ بندوں کی یہ صفت ہے کہ وہ باحیا اور پاکدمن ہوتے ہیں اور انسانوں میں گرے ہوئے لوگوں کا بے حیا ہونا خوب واضح ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب بے شرم ہوجاؤ تو جو چاہو کرو "**اذا لم تستحی فا صنع ما شئت**"

حیاء و پاکدامنی شرط ولایت ہے

جن نفوس پر ہر وقت الطاف کریمانہ کی بارش ہوتی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی دوستی کا شرف عطا کرتے ہیں ان کی صفت اللہ نے بیان فرمائی کہ "**الذین آمنوا وکانو یتقون**" اور عبادالرحمٰن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا "**ولا یزنون**" (**الفرقان ۶۸:**) دوستی کا صلہ اور شرط بھی یہی ہے کہ دوست کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

باحیاء وپاکدامن لوگوں کے واقعات

۱۔سلیمان بن یسار مشہور محدث ہیں سفر حج پر روانہ ہوے راستہ میں جنگل میں پڑاؤ ہوا رفقائے سفر کھانے کا انتظام کرنے کے لئے شہر چلدئے اور یہ مصروف صلاۃ ہوگئے ،ایک عورت خیمہ میں آ کر کچھ مانگنے کا اشارہ کیا،حضرت سلیمان نے کچھ دینا چاہا تو اس عورت نے صاف کہدیا کہ ایک بیوی اپنے شوہر سے جو چاہتی ہے مجھے وہ چاہئے ،یہ اچھا موقع ہے ہم دونوں جوان ہیں اور تنہائی بھی حاصل ہے،انھوں نے سوچ لیا کہ یہ تو میری زندگی کی ساری کمائی پر آگ لگادے گی ،جو جہنم تک لے جائے گی،اس غم میں اس قدر روئے کہ اس عورت کو شرمندہ ہوکر بھاگنا پڑا ،اس کے واپس چلے جانے پر آپ رب کے شکر گذار ہوئے ،جب کعبۃ اللہ پہنچے اور ارکان سے فارغ ہوئے تو خواب میں حضرت یوسفؑ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ : سلیمان !مبارک ہو تم ولی ہو کر نبیوں جیسا کام کر دکھایے،(حیاء اور پاک دامنی:۱۸)

۲۔حضرت ابوموسی اشعری فرماتے ہیں کہ''مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک مردار کی بدبو سے بھر جاوے اور اس سے میر موت واقع ہوجاوے مگر یہ پسند نہیں کہ میں کسی غیر محرم عورت کی خوشبو سونگوں (مسند احمد بن حنبل:۴ر۸۷)

۳۔اس شخص کی حیاء کیا عالم ہوگا جس کی حیاء کے اثر سے بے حیاء عورت کو بھی ولیہ بنادے اور خوف وخشیت کے عالم میں مبتلا کردے حضرت جنید بغدادی کے دور میں ایک مالدار شخص کی بیوی نہایت خوبصورت قمر اور پری چہرہ تھی جس پر اس کو اور خود اس مہ جبین کو بہت فخر تھا،ایک دن اپنے کو سنوارتے ہوئے اور اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی کہ اس حسن کو دیکھ کر دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اسکی طمع نہ کرے ،شوہر نے کہا جنید بغدادی پر تمھارے حسن کا کوئی اثر نہ ہوگا،بیوی نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو جنید کو آزمالوں؟ شوہر نے کہا تمھاری مرضی ،یہ عورت بن سنور کر مسئلہ پوچھنے کے بہانے جنید بغدادی کے پاس

آ کر اپنے چہرے سے نقاب اٹھادیا، جنید بغدادی کی جب نظر پڑی تو خوف کے مارے زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگائی جس سے اس عورت کا دل ہی بدل گیا، اور نہایت شرمندہ ہو کر اپنے گھر پہنچی اور زندگی بھر کے لئے اپنے حسن کے ناز کو خیر آباد کہا، اور تمام زندگی صبح وشام ذکرِ الٰہی اور تلاوت کلام اللہ اور رات بھر مصلی پر گذارنے لگی، اور اکثر خوف الٰہی سے گریا تاری رہتا، جب اسکا یہ حال اسکے شوہر نے دیکھا تو افسوس سے کہنے لگا : کاش میری بیوی جنید کو نہ آزماتی، جنید نے تو اس کو راہبہ بنا کر میرے کام کا نہ چھوڑا۔

(حیاء اور پاکدامنی: ۲۳)

۴۔خلیفہ معتصم باللہ جب قتل ہوا تو تلاوت کلام اللہ میں مصروف تھا، اسکے پاس اس کی نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اچانک ایک تیر آیا جس سے وہ جان بحق ہوگئی، جب اس کا خون زمیں پر پھیلا تو اس سے ایک تحریر نمودار ہوئی کہ : جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت نازل فرماتے ہیں تو لوگوں کی عقل ختم ہوجاتی ہے، اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں'' جب ہلاکو خان بغداد میں داخل ہوا تو ظالم بادشاہ جب کسی قوم پر قابو پالے تو مغلوب یا مقتول بادشاہ کی حرم پر بھی دست درازی کرتا ہے، اسی نیت سے ہلاکو خان نے ملکہ کو بلوایا ملکہ نے اپنی عصمت محفوظ رکھنے کے لئے اپنی جان قربان کرنے کا عزم کرلیا، اور آتے ہوئے راستہ میں اپنے لونڈی سے کان میں کچھ کہا، جب اندر آئی تو نہایت مطمئن تھی، اور خلیفہ سے کہنے لگی کہ سامنے خلیفہ کی تلوار ہے اس کی ایک عجیب خصوصیت ہے کہ جب تک اس سے خلیفہ وار نہ کرے تو یہ کسی کو زخم نہیں پہنچا سکتی، اگر آپ کو یقین نہ آئے تو آپ ہی کے سامنے اس کا تجربہ کئے دیتی ہوں، ہلاکو خاں اپنی تعجب بھری آنکھوں سے دید کا شوق ظاہر کر رہا تھا ملکہ نے اس لونڈی کو اشارہ کیا اور اس نے تلوار سے قوت سے وار کیا جس سے ملکہ کے دو ٹکڑے ہوگئے اور وہ مالک حقیقی سے جا ملی، دراصل اس نے باندی سے کان میں یہی کہا تھا کہ میری عصمت مجھے جان سے زیادہ پیاری ہے، تم اس میں میرا تعاون کرنا کہ میرے اشارے پر تلوار سے

وار کر دینا، اور وہی ہوا کہ اس نے جان دیکر اپنی عصمت بچالی، ہلاکو خان اپنی ناکامی پر افسوس کرتا رہ گیا لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا، مگر اس خاتون پر قربان جائیں کہ جان دیدی مگر کافر کے جسم کو اپنا جسم لگانا گوارا نہ کیا (تاریخ المشاہیر: ۱۱۷ بحوالہ مسنون معاشرت: ۲۳۵/۲)

۵۔ ایک بدو اپنی بیوی کے ساتھ راستہ سے گذر رہا تھا کہ اچانک ہوا چلنے سے یا ٹھوکر لگنے سے بیوی کے چہرے سے نقاب ہٹ گیا اور لوگوں کی نگاہیں اس کی بیوی پر پڑ گئیں بے جا غیرت کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا اور مشہور قصیدہ بائیہ کہا جس کے چند شعر یہ ہیں :

أترک حبها من غیر بغض — وذاک لکثرۃ الشرکاء فیہ

اذا وقع الذباب علی طعام — رفعت یدی ونفسی تشتھی

وتجتنب الاسود ورود ماء — اذا رأت الکلاب ولغن فیہ

میں نے اسکی محبت کو بغیر کسی دشمنی کے چھوڑ دی ، اس میں شریکوں کے کثرت ہوجانے کی وجہ سے، جب مکھی کھانے میں پڑ جاتی ہے تو میں اپنے ہاتھ کو بھوک کے باوجود اٹھالیتا ہوں، سانپ اس پانی پر نہیں آتا ہے جس پانی پر وہ کتوں کو منہ ڈالتے ہوئے دیکھتا ہے (مسنون معاشرت: ۲/ ۲۳۶)

باحیاء اور پاکدامن پر ظل الٰہی

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :قیامت کے دن جب اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اللہ تعالی سات آدمیوں کو اپنے عرش کا سایہ دیں گے، ان میں ایک وہ شخص ہے جس کو کسی حسین وجمیل عالی نسب عورت نے روسیاہی کے لئے دعوت دی مگر اس شخص نے اس مہ جبین کو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ " انی اخاف اللہ "میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور اس حیاسوز حرکت سے اپنی جان بچالی ، (بخاری شریف ۱ ، ۲۱۲ حدیث ۳۴۸)

اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا نتیجہ

امریکہ جو اس وقت دنیا میں ممتاز مانا جاتا ہے وہاں زنا کاری کا نتیجہ یہ ہے کہ ’’تیس چالیس ہزار کے درمیان بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں سوزاک میں نوجوان کم از کم ساٹھ فی صدی مبتلاء ہیں، شادی شدہ عورتوں کے جنسی اعضاء پر جتنے آپریشن ہوتے ہیں ان میں پچھتر فی صدا ایسی نکلتی ہیں کہ جن میں سوزاک کا اثر ہوتا ہے (پردہ از مولانا مودودی: ۶۹) عدالتِ جرائمِ اطفال کا صدر لکھتا ہے کہ ’’ہائی اسکول کی عمر والی چار سو پچانوے لڑکیوں نے خود مجھ سے اقرار کیا ہے کہ ان کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے، اس صدر کا بیان ہے کہ ’’امریکہ میں ہر سال کم از کم پندرہ لاکھ حمل ساقط کئے جاتے ہیں، اور ہزار ہا بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دئے جاتے ہیں‘‘ (پردہ: ۷۱) امریکہ کے دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دو لاکھ اور سوزاک کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے، ساڑھے چھ سو دواخانے صرف انہیں امراض کے لئے مخصوص ہیں سرکاری دواخانوں سے زیادہ پراویٹ ڈاکٹروں کی طرف رجوع ۶۱ تا ۸۹ فی صد رجوع ہے، امریکہ میں مستقل پیشہ ور خواتین کی تعداد کم از کم چار سے پانچ لاکھ کی ہے جن کا گذارہ جسم فروشی پر ہے، بے حیائی نے امریکہ کی لڑکیوں کو وقت سے قبل بالغ اور مباشرت کے تجربات سے فارغ کرا دیا ہے۔

کنسے کی رپوٹ

ڈاکٹر ’’ہنسلی کنسے‘‘ نے ایک مبسوط رپورٹ پیش کی جسکو تیار کرنے میں ہزار امریکی مردوں نے تعاون کیا کہ:

’’استلذ اذ بالنفس‘‘ میں نوے فیصدی امریکی مرد زندگی کے کسی نہ کسی حصہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

''استلذ اذ بالمثل'' امریکی زندگی کی ایک تہائی آبادی نے کم ازکم اپنی زندگی میں ایک مرتبہ اس شوق کی تکمیل کی ہے، گویا ستر لاکھ امریکی مرد استلذ اذ بالمثل میں مبتلا ہیں

''امرد پرست'' چار فیصد لوگ تمام عمر رہتے ہیں،

''استلذ اذ بالضد'' (زنا) پندرہ سال کی عمر تک ۲۵ فیصد، چھبیس سے چالیس سال ۹۰ فیصد، سولہ سال سے بیس سال تک غیر فاحشہ عورتوں سے اختلاط چالیس فیصد ہے۔

''گرامر'' اسکول تک تعلیم پانے والی ۸۵ رفیصد عورتوں کو اختلاط سے سابقہ ہو جاتا ہے۔

''ہائی اسکول'' تک تعلیم پانے والوں کا غیر عورتوں سے اختلاط ۷۷ رفصید ہے۔

''کالیج'' کے تعلیم یافتہ میں اختلاط کا تناسب ۴۹ رفیصد ہے۔

انگلستان کی حیاسوزی

انگلستان اپنی جدت پسندی میں بہت مشہور ہے، اسکے متعلق ایک مقامی انگریز ''جارج رائیلی اسکاٹ'' اپنی کتاب ''تاریخ الفحشاء'' میں لکھتا ہے : ''پیشہ ورعورتوں کے علاوہ بڑی تعداد ان عورتوں کی بھی ہے جو آمدنی میں اضافہ کے لئے زناکاری کے پیشہ کو بھی ضمنی طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اب جوان لڑکی کے لئے بدچلنی اور بے باکی بلکہ سوقیانہ اطوار تک فیشن میں شامل ہو گئے ہیں، ایسی لڑکیوں اور عورتوں کی تعداد روز بہ روز بڑھتی جا رہی ہے جو شادی سے پہلے صنفی تعلقات بلا تکلف قائم کر لیتی ہیں، اور اب وہ لڑکیاں شاذ کے حکم میں ہیں جو کلیسا کی قربان گاہ کے سامنے نکاح کا پیمان وفا باندھتے وقت صحیح معنی میں دوشیزہ ہوتی ہیں، انگلستان میں کم ازکم اندازہ کے مطابق ہر سال نوے ہزار اسقاط حمل کئے جاتے ہیں، شادی شدہ عورتوں میں اس کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے (پردہ: ۷۲،۴۵)

فرانس کی بے حیائی

جنگ عظیم سے پہلے "موسیو بیولو" فرانس کے اٹارنی جنرل نے اپنی کتاب "رپوٹ" میں ان عورتوں کی تعداد پانچ لاکھ بتائی ہے جو اپنے جسم کو کرایہ پر چلاتی ہیں ،اور اس پیشہ کے لئے کھلے عام اشتہار سے پورا کام لیا جاتا ہے(پردہ:۵۰)جنگ عظیم کے ابتدائی دو سالوں میں جن سپاہیوں کو محض آتشک کی وجہ سے جنگ سے واپس کر دیا گیا ان کی تعداد ۷۵ ہزار تھی ،ایک ماہر فرانسیسی ڈاکٹر کا بیان ہے کہ فرانس میں ہر سال صرف آتشک اور اس کے پیدا کردہ امراض کی وجہ سے تیس ہزار جانیں ضائع ہوتی ہیں (پردہ:۵۷)

یہ مختصر رپوٹ وہ ہے جو مولانا مودودی صاحب نے اپنے دور میں تحریر کی ہے، آج کے اس گئے گذرے دور میں اندازہ کرلیں کے اب مرض کا عالم کیا ہوگا اور مریض موت کے کس دہانے پر کھڑا ہوگا،لوگ اندھے ہوکر جس نئی تہذیب کے پیچھے بھاگنا چاہتے ہیں یہ ان مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کا حال ہے،اب تو ان ملکوں کا حال یہ ہے کہ ہر ایک سیکنڈ میں ایک زنا بالجبر اور ہر لمحہ ایک چوری ہوتی ہے اور اموات کی تعداد خواہ قتل ہو یا خودکشی کا تو اندازہ ہی کیا جاوے، کیا ایک انسان اس گندی اور ناپاک ڈگر پر چل کر کبھی سکون محسوس کر سکتا ہے ؟اور کیا اس حیوانیت کو تہذیب کہنا درست ہے؟اسی حیوانیت کی کڑی ماہِ فروری میں ویلنٹائن ڈے کے نام سے منائی جاتی ہے،اس بدتہذیبی کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔

تہذیب کے نام پر بدتہذیبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی جو علامات بتائی ہیں، ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ بہت سی برائیوں کا مہذب اور شائستہ ناموں سے ارتکاب کریں گے،شراب پیئں گے لیکن ان کے نام بدل دیں گے،سود کھائیں گے اور ان کا نام کچھ اور دے دیں گے، دراصل یہ برائی کی سب سے بدترین شکل ہوتی ہے، کیونکہ اس میں بھلائی کے نام سے برائی کی جاتی ہے،تہذیب کے نام پر بدتہذیبی کو روا رکھا جاتا ہے، آزادی کے نام پر نفس کی غلامی کی راہ ہموار کی جاتی ہے، اسلام جس وقت اس دنیا میں آیا،اس وقت بھی کم وبیش یہی کیفیت تھی

عربوں کا حال یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کا حامل کہتے تھے لیکن پوری طرح شرک میں ملوث تھے، بہت سے لوگ مرد اور عورتیں بے لباس کعبۃ اللہ کا طواف کرتے تھے، اور اسے نیکی تصور کرتے تھے، کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کیا ہے، ان میں کیوں کر طواف کیا جائے، اہل مکہ اپنے امتیاز کو قائم رکھنے کے لئے میدانِ عرفات نہیں جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں، حدودِ حرم سے باہر کیسے جائیں۔

جب کوئی انسانی گروہ گناہ کا عادی ہو جاتا ہے، اور جانتے بوجھتے گناہ کو روا رکھتا ہے، اس کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے، وہ بدی کو نیکی اور برائی کو اچھائی ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے، مغربی تہذیب نے آج یہی صورت اختیار کر رکھی ہے، آج امت مسلمہ میں بہت سی اخلاقی برائیاں، تہذیب وثقافت کے نام پر عام ہو گئی ہیں، جو لوگ اس سے اختلاف رکھتے ہیں اور اسے برا جانتے ہوں ان کو تہذیب سے نا آشنا اور متشدد سمجھا جاتا ہے، اور آج کل تو ایسے لوگ بنیاد پرست اور انتہاء پسند بھی کہے جاتے ہیں، اور پوری قوت کے ساتھ اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ طوعاً یا کرہاً مغربی ثقافت کو اہلِ مشرق پر مسلط کر دیا جائے۔

اسی سلسلہ کی ایک بدتہذیبی ''یوم عاشقاں'' کا فتنہ ہے، جو ۱۴ر فروری کو منایا جاتا ہے مغربی ممالک میں تو مدت سے اس کی دھوم سنی جاتی تھی، ہندوستان میں لوگ اسے کسی مہذب قوم کے کھنڈرات کی طرح واقعہ عبرت کے طور پر ذکر کیا کرتے تھے، لیکن نئی اصطلاح کے تحت مشرقی ممالک میں مغربی تمدن کی جو یلغار شروع ہوئی ہے، اس کے نتیجے میں اب ہندوستان میں بھی آوارہ خیال لوگوں کے لئے یہ ایک محبوب دن بن گیا ہے، اس مناسبت سے ایک دوسرے کو بھیجنے کے لئے فحش مضامین اور فحش تصویروں کے کارڈ چھپ رہے ہیں، خاص اس مناسبت سے کیک بنائے جارہے ہیں، اگر اس حیاء سوز سلسلہ کو روکا نہیں گیا تو اندیشہ ہے کہ یہ بداخلاقی کی اشاعت وترویج کا بہت بڑا ذریعہ بن جائے گا، اور معاشرہ پر نہایت ہی منفی اثرات مرتب ہوں گے، پھر ہمیں اس تہذیب کو بھی قبول کرنے کے لئے تیار رہنا ہوگا جس میں انسان کو اپنے جسم پر لباس بھی بوجھ محسوس ہونے لگے، جس

میں نکاح کے بندھن سے انسان کو اپنی آزادی مقید ہوتی نظر آتی ہے، اور جس میں نفس پرستی کی لہریں شرافت واخلاق کے ساحل سے گریزاں رہتی ہیں، کیا ہم دیار مشرق میں اور ہندوستان جیسے مذہبی ملک میں جہاں مسلمان ہی نہیں، ہندو بھی عفت وعصمت کو انسانی جوہر سمجھتے ہیں، اور جن کے نزدیک سیتا کا سب سے بڑا وصف اس کی حیاء اور پاکدامنی تھی، دین واخلاق اور شرافت وحیاء سے آزاد ثقافت کو دعوت دینا چاہتے ہیں؟

بے شرمی کی تاریخ

ویلنٹائن ڈے کے متعلق جو روایت سامنے آتی ہے، وہ صرف انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی ہے۔ جس میں لکھا ہے:

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں سب سے پہلی روایت روم میں قبل مسیح کے دور سے ملتی ہے، جب روم کے بت پرست مشرکین ۱۵ ارفروری کو جشن مناتے تھے:

(feast of lupercaolus wolf) کے نام سے جانا جاتا تھا یہ جشن وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے اعزاز میں انھیں خوش کرنے کے لئے مناتے تھے، ان دیوی دیوتاؤں میں (pan) فطرت کا دیوتا۔

februata jano (عورتوں اور شادی کی دیوی)

pastoral gol lupercallus (رومی دیوتا جس کے کئی دیویوں کے ساتھ عشق ومحبت کے تعلقات تھے) شامل ہیں۔

اس موقع پر ایک برتن میں تمام نوجوان لڑکیوں کے نام لکھ کر ڈالے جاتے تھے، جس میں سے تمام لڑکے باری باری ایک پرچی اٹھاتے اور اس طرح قرعہ اندازی کے ذریعہ منتخب ہونے والی لڑکی اس لڑکے کی ایک دن، ایک سال یا تمام عمر کی ساتھی (sexual companion) قرار پاتی۔ یہ دونوں محبت کے اظہار کے طور پر آپس میں تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے اور بعض اوقات شادی بھی کر لیتے تھے۔

اسی طرح ویلنٹائن ڈے کارڈز پر دکھائے جانے والے نیم برہنہ اور تیر کمان اٹھائے ہوئے ''کیوپڈ'' (cupid) اس کی تصویر بھی ویلنٹائن ڈے کی خصوصی علامت ہے، اور رومن عقیدے کی رو سے وینس (محبت اور خوبصورتی کی دیوی) کا بیٹا ہے، جو کہ لوگوں کو اپنے تیر سے نشانہ لگا کر محبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عیسائیت کا اثر

جب روم میں عیسائیت منظر عام پر آئی تو عیسائی نے اس جشن کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے 14 رفروری کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا جس دن رومیوں نے ایک عیسائی پادری ''ویلنٹائن'' کو سزائے موت دی تھی۔ واقعہ یوں ہیکہ رومی بادشاہ claudius کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل کشت وخون کی وجہ سے جنگوں کا مرکز بنی رہی، اور یہ عالم ہوگیا کہ ایک وقت میں claudius کو اپنی فوج کے لئے مردوں کی تعداد بہت کم نظر آئی۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لئے جانا پسند نہیں کرتے تھے۔

بادشاہ نے اس کا حل یہ نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لئے شادیوں پر پابندی عائد کردی، تاکہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کے لئے آمادہ کیا جائے۔ اس موقع پر ایک پادری ''سینٹ ویلنٹائن'' نے خفیہ طور پر نوجوانوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا۔ جب یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ claudius کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال کر سزائے موت کا حکم سنادیا گیا۔ جیل میں یہ پادری جیلر کی بیٹی کو دل دے بیٹھا، جو روزانہ اس سے ملنے آیا کرتی تھی لیکن یہ ایک راز تھا، کیونکہ عیسائی قوانین کے مطابق پادریوں اور راہبوں کے لئے شادی یا محبت کرنا ممنوع تھا۔

اس کے باوجود عیسائی ویلنٹائن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، کیونکہ جب رومی بادشاہ نے اسے پیشکش کی کہ اگر وہ عیسائیت چھوڑ کر رومی خداؤں کی عبادت کرے تو اسے معاف

کر دیا جائیگا۔ بادشاہ اسے قربت دے گا، اور اپنی بیٹی سے اسکی شادی بھی کرے گا۔

لیکن اس نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکار کر دیا، جس کے نتیجے میں اسے رومی جشن سے ایک دن پہلے ۱۴ ؍فروری کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، مرنے سے پہلے اس نے جیلر کی بیٹی کو ایک خط لکھا، جس کا خاتمہ **from your velentine** کے الفاظ سے کیا۔ بہت سے ویلنٹائن کارڈز پر لکھے جانے والے **greetingcards** کے الفاظ **from your velentine** اسی واقعہ کی یادتازہ کرنے کے لئے ہیں۔

ویلنٹائن کے نام سے کم از کم تین مختلف پادری ہیں اور تمام کی موت کا دن ۱۴ ؍فروری ہے، ۴۹۶ء میں یورپ **gelasius** نے سرکاری طور پر وہ ۱۵ ؍فروری کے رومی فیسٹول **lupercalia** کو بدل کر ۱۴ ؍فروری کو سینٹ ویلنٹائن ڈے منانے کا اعلان کیا۔ اور لاٹری کے ذریعہ لڑکی کے انتخاب کی رومی رسم میں یہ ردوبدل کیا کہ پرچی میں نوجوان لڑکی کے نام کے بجائے عیسائی پادریوں کے نام لکھے جاتے اور تمام مرد اور عورتیں ایک ایک پرچی اٹھاتے۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر مرد یا عورت جس عیسائی پادری کے نام کی پرچی اٹھاتی اسے اگلے سال تک اسی پادری کے طور طریق کو اپنانا ہوتا تھا۔

ایک عیسائی پادری ”ویلنٹائن“ کے حوالے سے منایا جانے والا دن اس یوم کی تاریخ تہوار، رسوم و رواج، تحریف در تحریف کے عمل سے گزر کر تاریخ میں ایسی شرمناک شکل اختیار کر چکا ہے، جس کی عملی، عقلی فکری بنیادیں ابھی تک مغرب بھی تلاش کر رہا ہے۔

جشن زرخیزی

۱۴ ؍فروری کا دن رومن دیوی دیوتاؤں کی ملکہ ’جونو‘ کی یاد میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا تھا، اہل روم ملکہ ’جونو‘ کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ جب کہ ۱۵ ؍فروری ’لیوپرکس‘ دیوتا کا دن مشہور تھا، اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی

مناتے تھے،اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگا رنگ میلوں کا اہتمام ہوتا تھا۔

اور جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔اس رسم میں لڑکیوں کے نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیئے جاتے۔اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر جس لڑکی کا نام لکھا ہوتا تھا،وہ لڑکی جشن کے اختتام تک اس نوجوان کی ساتھی بن جاتی،یوں ان دونوں کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جاتا۔

محبت کا شہید

۱۴رفروری اور ویلنٹائن کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کا ایک پادری،ایک راہبہ (nun) زلف گرہ گیر کا اسیر ہوگیا۔

چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لئے نکاح ممنوع تھا،اس لئے ایک دن ویلنٹائن نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴رفروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ جسمانی تعلقات قائم بھی کریں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائیگا۔راہبہ نے اس پر یقین کرلیا۔اور دونوں جوشِ عشق میں سب کچھ کر بیٹھے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے۔یعنی ان دونوں کو قتل کر دیا گیا،کچھ عرصے بعد چند لوگوں نے انہیں محبت کا شہید جان کر عقیدت کا اظہار کیا اور ان کی یاد میں یہ دن منانا شروع کر دیا۔ (مجلہ الدعوۃ)

ایک اور ویلنٹائن

ایک روایت یہ بھی ہے کہ سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا،یہ بشپ آف ٹیرنی تھا۔جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں ۱۴رفروری کو پھانسی دے دی گئی تھی۔کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی،اور وہ اسے محبت

بھرے خطوط لکھا کرتا تھا، اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو" ویلنٹائن" کہا جاتا ہے۔

چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کی یادگار کا رتبہ حاصل ہوگیا۔ اور برطانیہ میں اپنے منتخب محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط" پیغامات" کارڈ ز اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکہ اور جرمنی میں بھی منایا جانے لگا، تاہم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک یہ دن منانے کی روایت نہیں تھی۔ برطانوی کاؤنٹی ویلز میں لکڑی کے چمچ ۱۴ر فروری کو تحفے کے طور پر دیئے جانے کے لئے تراشے جاتے اور خوبصورتی کے لئے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی جاتی تھیں۔ جو تحفہ وصول کرنے والے کے لئے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ تم میرے بند دل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتی ہو۔ جیسے جیسے یہ دن گزرتا گیا ہر سال اس میں مختلف قسم کے افعال، رسومات اور رجحانات بھی شامل ہوتے رہے، ایسے ہی یہ دن چند توہمات کا بھی شکار ہوگیا۔ مثلاً: توہمات

کچھ لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی ہے، اور اگر عورت کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے، جبکہ زندگی بھی خوش گذرے گی، اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پر کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گذرے گی، امریکہ میں روایت مشہور ہے کہ ۱۴ر فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں، سیٹم ہاؤس جا کر ڈانس کریں۔ اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا، اور جو آخری نام ان کے لبوں پر ہوگا، اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی۔

زمانہ قدیم سے مغربی ممالک میں یہ دلچسپ روایت بھی زبان زد عام ہے کہ اگر اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں کہ آپ کی کتنی اولاد ہوگی، تو ویلنٹائن ڈے پر

ایک سیب درمیان سے کاٹیں پھر کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے پر جتنے بیج ہونگے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے، اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گذرتا ہے، ان کے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہوتا ہے۔

جنسی اختلاط کا دن

ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک اور دلچسپ حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ۱۵ ارفروری سے دنیا بھر میں پرندوں کے جنسی اختلاط کے دن شروع ہوتے ہیں۔ان میں نر و مادہ پرندے ملاپ کرتے ہیں، انڈے دیتے ہیں، اور پھر پرندوں کی مادہ ان انڈوں پر بیٹھ جاتی ہے، انگریزی میں اس موسم کو میٹنگ سیزن کہا جاتا ہے ٹھیک اس موسم میں ویلنٹائن ڈے منانے کی ایک حقیقت یہ بھی ہے۔

مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ" ویلنٹائن" کہا کرتا تھا جس موسم میں پرندے آپس میں ملتے ہیں، اس میں انسان ایک دوسرے سے کیوں دور رہیں.....؟؟ لہذا اس نے روم کے نوجوانوں کی شادیاں ان ایام میں شروع کرائیں۔تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اول یورپ میں یہ تہوار منایا جاتا رہا لیکن زیادہ شہرت نہ پاسکا، ۱۴۱۴ء میں اینگ کوٹ کے مقام پر جنگ ہوئی، اس جنگ میں ڈیوک آف آرینز کی بیوی گرفتار ہوگئی، ملکہ کو ٹاور آف لندن میں قید کر دیا گیا۔فروری ۱۴۱۵ء کو ڈیوک نے اپنی بیوی کے نام ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک نظم لکھی، یہ نظم کارڈز پر لکھوائی اور یہ کارڈز ٹاور آف لندن بھجوایا۔

یہ دنیا میں ویلنٹائن ڈے کا پہلا کارڈ تھا۔بعد ازاں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم نے اس نظم کی موسیقی تیار کروائی، یہ موسیقی برطانیہ کے موسیقار جان لیڈگیٹ نے ترتیب دی تھی۔یہ ویلنٹائن ڈے کا گیت تھا، ملکہ وکٹوریہ نے ویلنٹائن ڈے پر کارڈ تقسیم کرنے شروع کئے۔

ملکہ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتہ کے آخری دن سو قیمتی اور خوشبودار کارڈ اپنے

عزیز واقارب کو بھجواتی تھی۔ملکہ کی پیروی میں دوسرے عمائدین نے بھی کارڈز بنوائے اور تقسیم کرنے شروع کر دیئے، یوں ویلنٹائن ڈے پر کارڈز بھجوانے کی رسم شروع ہو گئی۔(ویلنٹائن ڈے:۴۷)

زانی پادری

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ روم کے جیل خانے میں ایک ایسے شخص کو مقید کر دیا گیا جو راتوں کو لوگوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں کے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا،اس پادری کا نام سینٹ ویلنٹائن تھا۔جس کے نام سے اس تہوار کو منسوب کر کے شہرت دی گئی۔جس جیل میں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا اس جیل کے داروغہ کی بیٹی اپنے والد کو روزانہ کھانا دینے جیل آیا کرتی تھی۔

پادری نے کسی طریقہ سے لڑکی کو اپنی طرف مائل کر لیا جس کے نتیجہ میں اسے جیل سے رہائی نصیب ہوئی اس نے کچھ عرصہ داروغہ کی بیٹی کے ساتھ گذارا اور ایک دن اسے چھوڑ کر ایسا غائب ہوا کہ کچھ سراغ نہ ملا۔

ان رسموں یا باتوں میں سے کسی رسم یا بات کا اطلاق ٹھیک طرح سے ویلنٹائن ڈے پر ہوتا ہے اس کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔یورپ کے بعض ملکوں نے اس تہوار میں بڑھتی ہوئی فحاشی کو دیکھ کر اس تہوار پر مکمل پابندی عائد کر دی تھی بلکہ ریاستی طاقت کے ذریعے اسے بالکل ختم کر دیا تھا،مگر برطانیہ کے بادشاہ چارلس دوئم نے نہ صرف اس تہوار کو دوبارہ شروع کیا تھا بلکہ اس کی سرپرستی بھی کی۔ؔ(ویلنٹائن ڈے ۴۸)

بھیڑ کی کھال میں لڑکیاں

ویلنٹائن ڈے کے پس منظر کے بعد یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک مکمل عیسائی اور مغربی تہوار ہے،جس میں کئی مختلف طریقوں سے بے راہ روی کی جاتی ہے،اہل روم اپنے دیوتا "لیوپرکس" کو خوش کرنے کے لئے ایک رسم ادا کرتے تھے۔اس رسم میں نوجوان

لڑکے اور لڑکیاں اپنا ساتھی چنا کرتے تھے ،طریقہ کار یہ ہوتا کہ لڑکیاں بھیڑ کی کھال میں خود کو چھپا لیتی تھیں ،لڑکے باری باری آتے بیر کی چھڑی سے لڑکی کی پشت پر ہلکی سی ضرب لگاتے ،ضرب لگنے پر اگر لڑکی اپنی جگہ چھوڑ دیتی تو لڑکا اسے لے کر چلا جاتا اور اگر لڑکی جگہ نہ چھوڑتی تو لڑکا آگے بڑھ جاتا ،یہ رسم اس وقت ختم ہوتی جب آخری لڑکی بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتی ،اس دن کو ''یوم محبت'' اور رسم کو ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کا نام دیا گیا۔ (ویلنٹائن ڈے :۴۸)

۱۴ فروری ہی کو کیوں؟

ویلنٹائن ڈے ۱۴ فروری کو ہی کیوں منایا جاتا ہے؟ بعض مؤرخین اس کی وجوہات یوں بیان کرتے ہیں کہ فروری کا وسط اہل روم کے لئے زمانہ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا تھا ۱۴ فروری کو رومی موسم سرما اور گرما کا عین درمین سمجھتے تھے ،ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ دو موسموں کا ملاپ کا دن ہے ،اس دن اہل روم گھروں کو خصوصی طور پر صاف کرتے تھے پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم ،جسے ''سپلٹ'' کہا جاتا تھا بکھیر دیتے تھے ،گھروں میں خوشبو دار اگربتیوں کو سلگایا جاتا تھا ،اہل روم کا کہنا تھا کہ یہ زراعت کے دیوتا ''faunus'' کا دن ہے ،اہل شہر اس دن ''faunus'' کے مقدس غار کے گرد جمع ہوجاتے ،پادری مقدس دعائیں پڑھتا ،اور اسکے بعد ایک بکری کی قربانی اچھی فصلوں جب کہ ایک کتا روحانی درجات بلند کرنے کے لئے قربان کیا جاتا ،اس رسم کے جوان لڑکے بکری کا سر باریک باریک کاٹ دیتے ،ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھتے اور پھر انہیں بکرے اور کتے کے خون میں ڈبو دیتے ،اس خونکو وہ مقدس خون کہتے تھے اسکے بعد ان رسیوں کے لے کر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے ،روم کی خواتین ان رسیوں کو بطور تبرک اپنے بدن سے مس کرتی تھیں ،اہل روم کا عقیدہ ہے کہ رسیاں شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آئے گی کھیتوں میں لے جانے سے فصلیں اچھی ہوں گی ،اور خواتین کو مس کرنے اچھی صحت مند اولاد ہوگی ،یہ روم کا قدیم تہوار تھا ،مورخین کا کہنا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تہوار بدلتا رہا یہاں

تک کہ ویلنٹائن کا واقعہ پیش آیا اور اس تہوار نے ویلنٹائن ڈے کی شکل اختیار کرلی (ویلنٹائن ڈے:۴۶)

اس دن کیا ہوتا ہے؟

کون نہیں جانتا کہ ویلنٹائن ڈے پر نکاح کے بندھن سے قطع نظر ایک آزاد اور رومانوی قسم کی محبت کا اظہار کیا جاتا ہے، جس سے لڑکے لڑکیوں کا آزادانہ ملاپ، تحائف اور کاڈز کا تبادلہ اور غیر اخلاقی حرکات کا نتیجہ زنا اور بداخلاقی کی صورت میں نکلتا ہے، جو اس بات کا اظہار ہے کہ ہمیں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ تعلق پر کوئی اعتراض نہیں، اہل مغرب کی طرح ہمیں اپنی بیٹیوں سے عفت مطلوب نہیں، اپنے نوجوانوں سے پاکدامنی درکار نہیں،

(۱) اس دن ایسی خوشی کا اظہار ہوتا ہے جیسے یہ کوئی شرعی اور مسلمانوں کی خاص عید ہو (۲) اس دن نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اور بالخصوص اسکول وکالج کے طلباء وطالبات اور دفاتر کے ملازمین جوش وخروش سے جشن مناتے ہیں (۳) اس دن انٹرنیٹ کلبوں اور موبائل فونوں پر کافی رش رہتا ہے (۴) راہ چلتی لڑکیوں کو پھول وغیرہ پیش کرنے کے واقعات رونما ہوتے ہیں (۵) ہر طالبہ اپنی قریبی سہیلی کا پر وہوتی ہے کہ وہ اپنی کلائی پر سرخ رنگ کا ربن باندھے گی (۶) سرخ رنگ کا لباس زیب تن کیا جاتا ہے، جوتے، بال، بلاوزر کلپ وغیرہ سب سرخ رنگ کا ہوتا ہے (۷) سرخ رنگ کے غبارے جن پر (I love you) لکھا ہوتا ہے، (۸) ہاتھوں پر نام اور دلوں کے نشانات اور ناموں کے پہلے حروف نقش کروائے جاتے ہیں

ویلنٹائن ڈے پر مبارک بادی کارڈ کا رواج

تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارک باد دینے کا رواج ۱۴ ویں صدی عیسوی میں ہوا ابتدا میں رنگین کاغذ پر واٹر کلر اور رنگین روشنائی سے کالیا جاتا تھا جس کی مشہور اقسام کوسٹک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ اور پرل پرس ویلنٹائن کارخانوں میں بننے لگے، ۱۹ صدی کے آغاز پر

ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر وجود میں آئی جواب مستقل حیثیت اختیار کرچکی ہے،اور انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلے نظم چوسر نے ۱۳۸۲ء میں ''پارلیمنٹ آف فاؤلز'' کے زیرعنوان لکھی تھی ،اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کے لئے کسی نہ کسی پرندے کا انتخاب کریں،علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر منایا جاتا تھا،اور لوگ بکرے کی کھال اوڑھ کر ہر اس عورت پر پل پڑتے تھے جو انہیں نظر آتی تھی، ان روایتوں کے سرسری مطالعہ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو کوزے میں کفنا دیا ہے،انسانی جذبات ناکامیاں،محرومیاں ،زندگی کے اداس لمحے،کچلی ہوئی خواہشات،دبے ہوئے ارمان؛جنہیں معاشرے کی غلط رسوم ورواج کے باعث فطری نشوونما،ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا،اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے''ویلنٹائن ڈے'' کے پیرہن میں اپنی تمام شرارتیں لے کر سما گئے ہیں۔

(ویلنٹائن ڈے:۴۴)

ویلنٹائن ڈے پر آوارہ عشاق کے جملے

''میری جان!میں تمہیں اس دنیا کی ،سوائے محبت بھرے ہوئے ایک دل کے اور کوئی چیز نہیں دے سکتا۔happy walentine day''

''آج کا دن ہماری محبت میں مزید پیار بڑھاتا ہے،میرا سب کچھ تمہارے نام''

پیار ہمیشہ خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے، میں ایک مرتبہ پھر اس کا اظہار کرتا ہوں کہ شاید اس ویلنٹائن پر آپ کو یقین آجائے،سدا خوش رہو''

''تم سے اچھا نہ کوئی ہے، نہ کوئی ہوگا، نہ کوئی ہوسکتا ہے، میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں''

''تجھے یقین نہ ہو مگر یہ سچ ہے، میں تیرے واسطے عمریں گذار سکتا ہوں، یہی نہیں کہ فقط تجھے جیتنے کی خواہش میں تیرے واسطے خود کو بھی ہار سکتا ہوں''

''یہ پیغام تمہاری امی کے نام جو ہمارے پیار سے واقف نہیں، آنٹی! میں آپ کی بیٹی سے پیار کرتا ہوں''

''ویلنٹائن ڈے مبارک ہو، ستارے چاند سے محبت کرتے ہیں،، خوشبو پھولوں سے محبت کرتی ہے، اور میں تم سے محبت کرتا ہوں، مٹھائیوں کی طرح میٹھی، پھولوں کی طرح مہکتی رہو اور سدا مسکراتی رہو''

یہ وہ جملے ہیں جو سڑک چھاپ عاشق استعمال کرتے ہیں ان جملوں سے بخوبی بے حیائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار

کسی بھی نیکی یا بدی کے پھیلنے میں میڈیا اہم کردار ادا کرتا ہے عوام الناس چونکہ اس سے براہ راست منسلک ہوتے ہیں، اسلئے ہر وہ چیز ان کے قلوب واذہان پر اثر کرتی ہے جو میڈیا کے ذریعہ تشہیر پاتی ہے، ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں بھی میڈیا کے ساتھ مشرقی میڈیا پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے خوب کردار ادا کیا۔

چند سالوں میں اس نام نہاد ''یوم محبت'' کو اتنا عام کر دیا کہ اب مشرقی ممالک کے ہر شہر کے چھوٹے سے چھوٹے گلی محلے میں بھی آوارہ اور بدمعاش قسم کے لفنگے شریف زادیوں کو پھول پیش کر کے اظہار محبت کرتے نظر آنے لگتے ہیں۔

شرم وحیا اور غیرت کا جنازہ نکالنے میں میڈیا نے جو کردار ادا کیا ہے اس کی چند جھلکیاں ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

سال ۲۰۰۲ء کے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخباروں نے ایک کثیر القومی بدیسی کمپنی کے تعاون سے اشتہارات شائع کئے جن میں نہ صرف یہ بتایا جارہا ہے کہ ویلنٹائن ڈے میں کتنے دن باقی ہیں، بلکہ اسے منانے کے لئے ہر روز کوئی نہ کوئی اچھوتا پروگرام بھی پیش کیا گیا، جیسا کہ ۷رفروری ۲۰۰۲ء کے اخبار میں شائع شدہ اشتہار پر لکھا تھا۔ ویلنٹائن ڈے سات

دن بعد فریش آئیڈیا سمندر کے کنارے ایک شام باقی آئیڈیا دینے والے جملے کچھ یوں تھے، اس ویلنٹائن پر چنو کسی کو اپنے لئے......ڈنر کے لئے ٹیبل بک کرائی یا نہیں......رکھو ایک الارم تاکہ نہ ہو لیٹ ......خریدو ایک کارڈ جو کہہ دے ہر بات......ورلڈ کپ تو آتے جاتے رہیں گے ......پیار بار بار نہیں ہوتا......بسنت چھوڑو دل کی تار کھینچو...... کرکٹ میچ دیکھتے رہے تو ہو چکا دل کا میچ ۔

ان جملوں میں جو آئیڈیے عوام کو دیئے جا رہے ہیں اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ہمارا میڈیا کس قدر بے ہودگی اور ڈھٹائی کے ساتھ آوارگی، بدچلنی اور گناہ کی دعوت عام مہیا کرتا ہے ۔(ویلنٹائن ڈے: ۸۷)

حیا کی کمی

بھولے بھالے نوجوانوں اور دوشیزاؤں کو کمال ڈھٹائی سے محبت والفت اور عشق کے کھیل رچانے کے درس دینے والے ان دانشوروں کی بہن یا بیٹی سے کوئی یونہی اظہار محبت کرتے ہوئے پھول کارڈ یا کیک پیش کرے تو کیا وہ گوارہ کرتے ہیں ......؟ یا پھر وہ آوارہ قسم کے لفنگے جو اپنے آپ کو عاشق کے روپ میں پیش کرتے ہیں ۔جب ان کی بہن یا بیٹی سے کوئی اعلانیہ محبت کرے تو ان کا ردعمل کیا ہوگا؟ یقیناً نہ صرف وہ غصے سے لال ہو جائیں گے، بلکہ انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ان کے اپنے گھر کی عزت کا معاملہ ہے ۔

کاش! غیروں کی بیٹیوں اور بہنوں سے اظہار محبت کا درس دینے والے یہ بدنام لوگ پہلے اپنی بہو، بیٹیوں کی طرف دیکھ لیا کریں، تاکہ ان کی نظروں میں حیاء پیدا ہو جائے ۔اور غیر کی ماں، بہن اور بیٹی بری نظر سے بچ جائے ۔

اگرچہ ویلنٹائن ڈے کا آغاز اور اس کا فروغ مغرب سے ہی ہوا لیکن اہل مغرب کے بارے میں یہ بات کرنا ہمارے نزدیک بالکل فضول اور بے معنی ہے، کیونکہ ان کے

نزدیک تو بے حیائی و بے شرمی کی کوئی حدود باقی نہیں رہیں جنسیت اور زنا کاری کی وجہ سے اہل مغرب کا خاندانی نظام بالکل تباہ ہوگیا ہے۔بہن بھائی، اور ماں بیٹے کی تمیز کا فرق بھی مٹ چکا ہے، کتنے ہی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ بھائی اپنی بہن سے اور ماں نے بیٹے سے منہ کالا کیا۔

گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ آئے روز کیا کھیل رچاتے ہیں، یہ کوئی قابل ذکر بات نہیں قطع نظر اس کے باعث افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اس فحاشی کے کاروبار میں کیوں خریدار بنے ہوئے ہیں اور ویلنٹائن ڈے کو کیونکر محو گفتگو دکھائی دیتے ہیں۔

نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں

آپ نے یہ شعر اکثر سنا ہوگا

محبت کرنے والوں کے نرالے کھیل ہوتے ہیں
نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں

ایسے ہی ایک عاشق طالب علم کی داستان الم بھی سنئے، جو اس شعر کی عملی تصویر ہے، موصوف رقم طراز ہے، میں ایف اے میں پڑھتا ہوں اور پڑھنے میں بہت کمزور ہوں، میں نے میٹرک تین سال میں کیا ہے، اور وہ بھی انتہائی کم نمبروں سے۔اب میں نے ایف اے کا امتحان دیا تو میں تین مضامین میں فیل ہوگیا، میرے پاس ایک چانس تھا، کہ سیکینڈ ائیر کے پیپرز کے ساتھ فسٹ ایئر بھی دیدوں، لہذا میں نے فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ائیر دونوں سال کے پیپر ایک ساتھ دے دیئے۔نتیجہ آیا تو میں فیل تھا، سپلمنٹری امتحان دیا تو باقی مضامین میں کامیاب ہوگیا مگر دونوں سال کے انگلش کے پیپر میں بھی فیل ہوگیا، اب میں دونوں پرچوں کی تیاری کر رہا ہوں، مگر پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگتا، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنی کزن سے محبت کرتا ہوں، اور گھر والوں کی وجہ سے شادی ممکن نہیں ہے، اور میں اسے کھونا نہیں چاہتا (ویلنٹائن ڈے: ۹۲)

بے حیائی کو فروغ دینے میں میڈیا کا کردار

ہماری میڈیا اب بچوں کو بہت جلد بلوغت کو پہنچا رہی ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھروں میں بچوں نے ٹیلی ویژن ڈرامے میں جو عشق کے مناظر دیکھے ہوتے ہیں، لڑکوں اور لڑکیوں کو دوستیوں میں مبتلا پایا ہوا ہوتا ہے، وہ ان ہی مناظر کا عملی تجربہ اسکول میں اپنی کلاس فیلوز کے ساتھ کرتے ہیں، یوں میٹرک تک پہنچنے والا طالب علم جسے ''عشق'' جیسے مرض کی آگاہی کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ہونی چاہئے تھی، ابتدائی تعلیمی ادارے کے مخلوط نظام اور ہمارے ٹی وی، نے اسے مزید پیشگی سے آگاہ کر دیا ہے، مغربی میڈیا سے بڑھ چڑھ کر بے حیائیوں کے فروغ کا سہرا ان بے حیائیوں کا سہرا انگریزی اخباروں اور رسائل کے سر جاتا ہے اور ریڈیو چینلز (fm) بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

ٹی وی ڈراموں میں اکثر لڑکیوں اور لڑکوں کے افیئرز دکھائے جاتے ہیں، اور دوستی کے نام یا عشق کے بندھن میں بندھے ہوتے ہیں، علاوہ ازیں ان طلباء وطالبات کی ملاقات کے جو مناظر بھی پردۂ اسکرین پر نظر آتے ہیں وہ اکثر شہر کے کسی تفریحی مقامات کے ہوتے ہیں۔

جن میں وہ دنیا سے بے نیاز باتوں میں مصروف دکھائے جاتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے ہیں، یا پھر کسی درخت پر اپنے نام کندہ کرنے کی کوشش میں مگن ہوتے ہیں۔ ایسے سین (مناظر) کی عکس بندی کرتے ہوئے نہ صرف جگہ کا انتخاب رومانوی ہوتا ہے، بلکہ عشق ومحبت کے جذبات سے لبریز جملوں کا تبادلہ اور پھر لباس کی تراش وخراش تک پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔

لڑکیوں کو خاص کر مردانہ لباس اور جینز میں دکھایا جاتا ہے، جو دوپٹے گلے میں ڈالے مغربی طرز پر کٹے بالوں کی نمائش میں تفاخر محسوس کر رہی ہوتی ہیں، یہی حال طالب علم مرد کا کردار ادا کرنے والے اداکار کا ہوتا ہے جو بلاخوف وخطر ہیروئن کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ

مرتے دم تک عیش سے زندگی گزارنے کے وعدے اور دلاسے دے رہا ہوتا ہے۔

ہمارا معاشرہ ان ٹی وی اور ٹسٹوں کو ہیروز کا نام دیتا ہے اور اب ایسے ہی ہیرو اور ہیروئن بننے کا خواب ہر بچہ اور بچی دیکھتی ہے، اور جب اسکول وکالج میں ایسا ہی تصوراتی ماحول ملتا ہے تو وہ بے اختیار عشق ومحبت کی اس ڈگر پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارے

تعلیمی اداروں میں عشق کے مریض

ملک بھر میں پرائمری سے لیکر یونیورسٹی تک مخلوط تعلیمی اداروں نے جو بیماری طلبا وطالبات میں پیدا کردی ہے وہ ہمارے معاشرے اور تمدن کو گھن کی طرح چاٹ رہی ان مخلوط تعلیمی اداروں سے انجینئر، ڈاکر، وکیل اور سائنسدان کے روپ میں محب وطن پیدا کرنے کی بجائے رومانوی داستانوں کے ہیرو جنم لے رہے ہیں جو دن رات ہیر رانجھا سسی پنوں، لیلی مجنوں اور شیریں فرہاد کے روپ دھار رہے ہیں، اور عشق ومحبت کی نئی داستانیں رقم کر رہے ہیں، عشق ومحبت کا یہ مرض ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں میں کس حد تک پھیل چکا ہے، اور چھوٹی کلاسز سے لے کر بڑی کلاسز کے طلبا وطالبات کس قدر اس مرض کا شکار ہیں اور جنوں کی حدود وقیود سے باہر ہیں، جوان عشق کی وادیوں میں ایسے گم ہوجاتے ہیں کہ چھوٹے بڑے اپنے پرائے اور استاد شاگرد کی تمیز سے بھی خالی ہوجاتے ہیں ہمارے معاشرے میں ایک برائی ٹیوشن کے نام سے جنم لے چکی ہے، اور صد حیف کہ ٹیوشن سنٹر میں لڑکے لڑکیوں کو پڑھانے اور لڑکیاں لڑکوں کو پڑھانا پسند کرتی ہیں، محلے میں ایک آدھ پڑھی لکھی لڑکی تمام محلوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی ہیں، ان ٹیوشن سنٹر کے مسائل اسکول کے مسائل سے کچھ کم نہیں ہیں،

؎ شکایت ہے یارب ان خداوندان مکتب سے

سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ہماری تعلیمی اداروں میں معماران قوم کن چکروں میں مگن ہیں اورانہیں کونسی پریشانیاں لاحق ہیں ان کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ شہر حیدرآباد کی ایک اسکول کے چھ سالہ بچہ اپنے والدین سے کہتا ہے کہ مجھے کل لاشرٹ پہن کر جانا ہے، ماں نے پوچھا کہ وہ کیوں؟ بچہ کہتا ہے کہ مجھے میری ٹیچر نے کہا ہے کہ کل لا شرٹ پہن کر آنا میں تمہیں تمہاری محبوبہ سے ملاونگی ۔افسوس صد افسوس اس بچہ کی عمر کتنی ہے اوراسے کون بگاڑ رہا ہے،

۲۔ ''میں ساتویں کلاس میں تھی کہ میرا ایک لڑکے سے چکر چل گیا،والدصاحب نے مجھے خوب مارااوراسکول جانے منع کردیالیکن مجھے پڑھنے کاشوق ہے میں کیا کروں''

۳۔ ''میں نے کالج میں اپنی سہیلی سے اس کے فرینڈ کی تعریف کردی اورکہا کہ مجھے اس لڑکے سے رابطہ کرنا ہے ،بعد میں لڑکے نے مجھے فون کرنا شروع کردیا ،اورگھر میں میرے ماموں نے سن لیااورگھر میں میری خوب درگت ہوئی اوربے عزتی بھی''

۴۔ ''میں ایک سنگین مسئلہ سے دوچار ہوں ،میں دوسال سے ایک لڑکی سے ٹیوشن پڑھتاہوں،وہ ''ایم اے'' پاس ہے اورمیں''فرسٹ ایئر'' کااسٹوڈنٹ ہوں،اوردوسال سے اس سے پڑھ رہاہوں،وہ مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہے مگرمیں آج تک اس سے اظہار نہیں کرسکا،کبھی کبھی اس کی باتوں سے لگتاہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے میں محبت میں اس سے آگے نکل گیاہوں ،واپسی کاکوئی راستہ نہیں ہے ،صرف ایک ہی راستہ ہے اوروہ ہے ''موت'' میرے گھر والے مجھے منع کرتے ہیں کہ میں اس سے پڑھنے نہ جایاکروں لیکن اب میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا''

پھول بننے کی توقع پہ جئے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹھی میں لئے بیٹھی ہے

یہ اور اسکے علاوہ ہزاروں واقعات اسکول اور کالجوں کی برباد زندگی کے ہیں

،جو ہر آئے دن ہزاروں لڑکوں اور لڑکیوں کی بربادی کی داستانیں سناتی ہیں ۔(ملخص از ،ویلنٹائن ڈے:۸۱)

کس کرب سے یارب دو چار ہیں ہم

ایک دس سال کی بچی نے ایک فلم کے آخری سین میں اپنی پسندیدہ ہیروئن کی خودکشی سے متاثر ہو کر اسی انداز میں گلے میں پھندا ڈالا اور خودکشی کر لی ۔ یہ کوئی باعث تعجب بات نہ تھی ،نونہالان وطن کے فلمی اور ٹی وی پروگراموں سے اثر لینے کے ایسے واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے ہیں ۔80ء کی دھائی کی بات ہے ٹی وی پر ایک سیریز "سکس ملین ڈالر مین" (six million dollor man) بہت معروف ہوئی ،جن دنوں یہ سیریز نشر ہو رہی تھی ان دنوں اکثر ایسے بچے ہسپتالوں میں لائے جاتے تھے ،جو کہ اس سیریز کے ہیروز کے انداز میں چھتوں سے کود جاتے اور اپنے آپ کو زخمی کر لیتے ۔

لڑکے اور لڑکیاں ابتدائی عمر میں ناپختہ ذہن کے مالک ہوتے ہیں ،اس عمر میں جب وہ ٹی وی اور فلموں میں مرد عورت کو آزادانہ عشق لڑاتے اور رومانس کرتے دیکھتے ہیں ،تو ان کا ذہن بگڑتا ہے ،ان کے دل میں خواہش جڑ پکڑتی ہے ،کہ وہ بھی کسی سے عشق کریں ،ان کی بھی ایک ایسی خوبصورت محبوبہ ہو یا ایسا ہی خوبصورت محبوب ہو ،یوں ان کے ذہن میں عاشقانہ جذبات ابھرتے ہیں ،اور وہ مقصد زندگی کو بھول کر خارزار عشق کے مسافرین بن جاتے ہیں ۔ٹی وی اور مخلوط تعلیم کے ساتھ ساتھ اخبارات و رسائل ڈائجسٹ اور گلیوں بازاروں میں فلمی اشتہار طلبہ وطالبات کے اذہان کھلنے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں اور پھر مخلوط تعلیمی ماحول ان کا کچومر کر دیتا ہے ۔

حیران آئینہ دار ہیں ہم
کس کرب سے یارب دوچار ہیں ہم

خس کم جہاں پاک

''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر پیار کرنے والے نوجوان جوڑے کولڑکی کے بھائی نے اندھا دھن فائرنگ کر کے موقع پر قتل کر دیا۔تفصیلات کے مطابق لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، منگل کی رات جوڑا طے شدہ پروگرام کے مطابق محبت کے عالمی دن کے موقع پر ایک دوسرے سے اظہار محبت کر رہے تھے،کہ لڑکی کے بھائی کو علم ہو گیا ،جس پر اس نے طیش میں آ کر اندھا دھن فائرنگ کر دی ،اور دونوں کو قتل کر کے فرار ہو گیا(ویلنٹائن ڈے :۸۷)

سنگ دل محبوب نے زندگی اجاڑ دی

''میں پاگل نہیں سنگدل محبوب کی بے وفائی میرے ضمیر کا بوجھ بن چکی ہے،اور میرے اوسان خطا ہو چکے ہیں۔خدارا مجھے اس دنیا میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا جائے،تاکہ میں اپنی بربادی کا کھلے عام ماتم کرسکوں،وہ ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھنے والی تعلیم یافتہ لڑکی ہے،اس کی بربادی کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ گورنمنٹ کالج کی طالبہ تھی،کہ ایک نوجوان نے اسے جھوٹی محبت کے پھندے میں پھانس لیا اور شادی کرنے کے جھانسے دے کر اسکی عزت سے کھیلتا رہا لیکن بعد ازاں اس نے اسے ٹھکرا دیا۔جب اسکے''عشق'' کے بارے میں اس کے والدین کو علم ہوا تو انہوں نے اس کی نسبت ایک ڈاکٹر سے طے کر دی،اور وہ پیا گھر سدھار گئی،اسکے شوہر سے دو بچے بھی پیدا ہوئے لیکن اپنے عاشق سے رابطہ رکھنے پر اس کا ہنستا بستا گھر اجڑ گیا،اور اس کے خاوند نے بیٹا بیٹی چھین کر اسے گھر سے نکال دیا لیکن اس کے عاشق نے یہ کہہ کر اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ تم اپنے بچوں کی سگی نہیں ہو۔تو میں تمہیں کیسے رکھ سکتا ہوں،اسنے کہا کہ کچھ عرصہ بعد اس کے والدین نے اس کی چھوٹی بہن سے اس کے سابق خاوند کی شادی کر دی جو اپنے گھر ہنسی خوشی آباد ہیں،لیکن ویلنٹائنی عاشقہ برباد ہو کر رہ گئی۔

والدین نے پھر ایک مرتبہ اس کا گھر بسانے کی کوشش کی،اور اس کی شادی

کردی، جو بسلسلہ روزگار مسقط میں مقیم تھا، اور بیوی کو ہمراہ مسقط لے گیا، وہاں وہ خوش وخرم زندگی گذار رہی تھی، خدا نے اسے ایک بیٹی اور ایک بیٹے سے سرفراز کردیا لیکن اس کے عاشق نے اسے مسقط خطوط لکھنے شروع کردیئے چنانچہ اس کے خاوند نے یہ صورت حال دیکھ کر اسے طلاق دے دی، اور بچہ چھین کر میکہ واپس بھجوادیا، یہ تیسری مرتبہ برباد ہوکر پھر اپنے بے وفا عاشق کے پاس آئی لیکن اس ظالم نے اسے اپنانے سے انکار کردیا، اور نکاح کے بغیر تعلقات قائم رکھنے کا مشورہ دیا، یہ بے وفا عاشق کی مسلسل بے وفائی سے ہوش وحواس کھو بیٹھی، جس پر اسکے گھر والوں نے اسے پاگل خانہ میں داخل کروادیا، جہاں وہ ۱۴/ماہ رہنے کے بعد صحت یاب ہوکر واپس آگئی، لیکن اکثر اوقات وہ پھر ہوش وحواس کھو بیٹھتی اور آپے سے باہر ہوکر اہل خانہ کو سخت پریشان کرتی ہے۔

اپنے پیغام میں اس نے درخواست کی ہے، اسے پاگل خانہ سے رہائی دلائی جائے، تاکہ وہ مسلسل ناکامیوں اور پچھتاوے کی آگ میں جل مرنے سے بچ سکے، تاہم وہ کہیں نوکری کرکے، اپنی باقی ماندہ زندگی باعزت طریقے سے گزارنے کی خواہش مند ہے۔

اس نے اپیل کی ہے کہ اسے کسی دینی مدرسے میں داخل کروادیا جائے تاکہ وہ دینی تعلیم حاصل کرکے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرسکے۔ (ویلنٹائن ڈے: ۷۵)

ویلنٹائنی محبتوں کا انجام

''عشق کا بھوت نفرت میں بدل گیا'' ''محبت کی شادی کا دردناک انجام'' ''خاوند کے ہاتھوں محبوبہ کا قتل''۔

''عشق کی خاطر بہن نے بھائی کو قتل کردیا'' ''محبوبہ محبوب سمیت حوالات میں بند''۔

''ناکام عاشق نے لڑکی کو والدین چچا اور ایک بچی سمیت قتل کردیا''۔

''محبت میں ناکامی پر دو بھائیوں نے خودکشی کرلی، ماں صدمے سے چل بسی''۔

''محبت میں ناکامی نوجوان ٹرین کے آگے کود گیا، جسم کے دو ٹکڑے''۔

یہ وہ اخباری سرخیاں ہیں ،جو نام نہاد محبت کی بناء پر معاشرتی المیہ بنی ہیں ،روز اخبارات کی زینت بنتی ہیں ،نسل نو اسے محبت کہتی ہے ،جو ہمارے معاشرہ اور خاندانی نظام حیات میں تیزی سے بگاڑ پیدا کررہی ہے ،بھارتی فلموں ''کیبل'' اور عشقیہ ڈراموں سے پھیلتا ہوا زہر تیزی سے نسل نو میں سرایت کررہا ہے ،اور اس کا نتیجہ آئے روز کسی نہ کسی حادثہ کی صورت میں سامنے آتا رہتا ہے ،کیا یہ محبت ہے؟

اگر ہے تو کس درجے کی ،اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اسے جذباتی یا جنسی محبت کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا ،جو بلاشبہ ایک قبیح بیماری ہے ،اور کہا جاتا ہے کہ جذباتی محبت (عشق) کا سب سے بڑا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے ہٹ جاتی ہے ،اور مخلوقات ہی اس کا محور مرکز بن کر رہ جاتی ہے ،علمائے سلف نے جذباتی عشق ومحبت کے تباہ کن اسباب ونتائج کا بخوبی تجزیہ کیا ہے ،اور اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں : شکل وصورت کا عشق انہی دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوتے ہیں ،اور وہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتے ہوئے ،ادھر اُدھر منہ مارتے پھرتے ہیں ،جب کوئی دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق سے پر ہو جاتا ہے تو اسے کسی صورت کے عشق کی بیماری نہیں لگتی۔

عزت بھی گئی اور ناک بھی کٹ گئی

''ایک لڑکی ایک ہوٹل سے برآمد ہوئی ،لڑکی کی حالت انتہائی خراب تھی ،اس کی ناک کٹ چکی تھی ،اور عزت برباد ہو چکی تھی ،یہ لڑکی سات روز اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنتی رہی ،سات روز بعد اس کی محبت ختم ہوگئی محبوب بھاگ گیا ،عزت لٹ گئی ماں باپ کی ناک تو کٹ ہی گئی خود لڑکی کے چہرے سے بھی ناک کاٹ دی گئی۔

بقول اس لڑکی کہ اس کی آشنائی ،ایک نوجوان سے ہوگئی ،اس لڑکے نے اسے مستقبل کے بڑے سہانے سپنے دکھائے اور بالآخر اسے شادی کا چکمہ دے کر ہوٹل لے آیا ،چار پانچ

دنوں تک اس کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا اس دوران ہوٹل کا بل ۳۰ ہزار روپے بن گیا تو اس ظالم درندہ نے اس لڑکی کو اکیلا چھوڑ کر فرار ہوگیا، ہوٹل والوں نے اس لڑکی کو ہوٹل میں پابند کر دیا کہ بل ادا کرو، دو دن بعد ظالم عاشق کا دوست ہوٹل آیا، اس کو اس عاشق سے اٹھارہ ہزار روپئے لینے تھے، اس نے لڑکی سے کہا کہ ملک تمہارا عاشق نہیں ہے تو کیا ہوا تم رقم دیدو، لڑکی نے اس سے کہا کہ میں تو پہلے ہی تیس ہزار کے عوض ہوٹل میں بندہ ہوں۔

اس دوست نے اس لڑکی سے کہا کہ رقم کے عوض وہ اس کی ناپاک خواہش پوری کرے، لڑکی کے انکار پر اس نے خنجر نکالا اور اس کی ناک کاٹ دی، اور دو دنوں تک اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا، جب اسکی حالت نازک ہوگئی تو وہ بھی چپکے سے فرار ہوگیا، لڑکی کو کمرے میں اخبار نظر آیا تو اس نے فون کر دیا۔

اخباری نمائندہ نے اس فون کال کے بارے میں ڈی ایس پی سول لائن کو اطلاع کی، جنہوں نے ایس ایچ او رسول لائن انسپکٹر اور انچارج کو فوری کاروائی پر مامور کیا۔

جنہوں نے بلا توقف ہوٹل پر چھاپہ مارا اور زخمی لڑکی کو برآمد کرلیا، اس کی حالت کے پیش نظر اسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا، جہاں طبی امداد ملنے اور ہوش میں آنے پر اس نے مذکورہ تمام حالات و واقعات بتائے، پولیس نے ہوٹل کے کمرے سے کا تمام سامان حاصل کرلیا، اور اس کے ظالم محبوب اور درندہ صفت دوست کی تلاش شروع کردی

(ویلنٹائن ڈے: ۷۳)

محبوبہ ہوگی تو تیری

بیکرز فیلڈ امریکہ میں ایک شخص نے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اپنی محبوبہ کو دینے کے لئے چند تحائف چرائے اور پکڑے جانے پر پولیس والوں کے دل نہ پگھلا سکا، یہ شخص ایک دکان سے قیمتی تحائف کا ایک پورا بکس چرا کر بھاگ رہا تھا کہ پکڑا گیا۔

پکڑے جانے پر اس نے دہائی دی کہ وہ اپنی محبوبہ کو ویلنٹائن ڈے کے تحفے دینا

چاہتا تھا مگر پولیس نے اس کی ایک نہ سنی، اور تحائف ضبط کر کے اسے لاک اپ میں بند کر دیا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ عاشق صاحب کو آخر ان حرکات پر کس نے ابھارا؟ کس نے مجبور کیا؟ کہ یہ نوجوان عزت و ناموس کو بھی داؤ پر لگا کر یہ سب کچھ کر گزرا۔

اور یاد رہے کہ ہندوستانی نوجوانوں کی حالت اس سے کچھ مختلف نہیں ہے، لڑکے اور لڑکیوں کے عشق بازی سے بربادی کے واقعات اس سے کہیں زیادہ ہیں، راقم کے مشاہداتی واقعات اس قدر عبرت آمیز و حیاء سوز ہیں کہ شرم سے لکھا نہیں جا رہا ہے۔

بوس وکنار کا علمی ریکارڈ

منیلا میں پانچ ہزار ایک سو بائیس جوڑے سمندر کے کنارے رات کے بارہ بجے اکھٹے ہوتے ہیں، اور عین بارہ بجے انہوں نے بوس وکنار شروع کیا اور یوں چلی کہ شہر سانیتا گو میں چار ہزار چار سو پینتالیس افراد کے بیک وقت ہم بوسہ ہونے کا ریکارڈ توڑ دیا۔

یہ نظارہ کرنے والے لوگوں نے تالیاں بجا کر ان جوڑوں کو داد دی جو شادی کے بندھن سے یا تو حال ہی میں وابستہ ہوئے تھے، یا وابستہ ہونے والے تھے۔

منیلا کے مشیر اور ان کی بیوی نے ان جوڑوں سے ان کے ساتھ اس اجتماعی بوسے میں شریک ہونے کی اپیل کی تھی، منیلا کی میئر نے کہا کہ زندگی کی پریشانیوں کو بھلا کر ان کے ساتھ اس مقابلہ بوس وکنار میں شریک ہوں۔ بوسہ بازی میں شریک ہونے والے ایک جوڑے نے کہا: فلپائن کے لوگوں کے لئے مئی میں ہونے والے انتخابات کی وجہ سے پائی جانے والی سیاسی کشمکش سے ہر آدمی فرار چاہتا ہے، اس مقابلے کے بعد منتظمین نے آتش بازی کا اہتمام رکھا تھا، جس سے اس تقریب کو چار چاند لگ گئے۔

بت کدہ میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

(۱) مقام افسوس ہے کہ مسلمان کس قدر تیزی سے مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں، اپنے اعلیٰ وارفع تہذیب وثقافت کو بھول کر یہود وہنود کی تہذیب وتمدن کو اوڑھنا بچھونا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

جن ہندوؤں کی فلمیں، ہمارے گھروں میں چلتی ہیں، اور ہماری نوجوان نسل ان کے تہوار، اور ان کی عبادت اور ان کے رہن سہن کو اپنا رہی ہے وہ ہندو نہ صرف مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں، بلکہ جہاں وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں ان کے تمدن اور سوچ وفکر کے بھی سخت مخالف ہیں وہاں مغربی افکار کو بھی سختی سے رد کرتے ہیں۔

(۲) اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ کامل اور مکمل طرز حیات ہے، ہمیں اس بات کا احساس ہونے کے ساتھ یہ اعتراض بھی ہے کہ اسلام کے ماننے والے اپنی اصل شناخت کھو بیٹھے ہیں، ہمارا میڈیا سیکولر تہذیب کا پرچار کر رہا ہے، ہماری نوجوان نسل کی اکثریت دین کی بنیادی تعلیمات، آداب وشعائر سے نا آشنا ہے، ہم نے اپنے دستورِ حیات کو بھول کر مغرب کے باطل نظریات کو قبول کرلیا ہے۔

جو محض دنیا کی ہوس وحرص کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشیاں منانے کے لئے سال میں دو تہوار عطا کئے ہیں، اور ان کی ادائیگی کا طریقہ کار بھی بتادیا ہے مگر ہم نے اپنی زندہ تہذیب کو چھوڑ کر اس قوم کی دم توڑتی تہذیب کو سینے سے لگایا ہے، جو مہذب ہونے کی دعویدار ضرور ہے لیکن شائستگی کا عنصر ان میں نہیں، جس نے انسداد دہشت گردی کے نام پر افغانستان وعراق کی اینٹ سے اینٹ بجا کر وہاں کے قیدیوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا ہے، بحیثیت مسلمان ہمارا اپنا تشخص اور پہچان ہے، جو ہم مغرب کی اندھی دھن تقلید میں بھول بیٹھے ہیں۔

ہمارے ہاں بسنت (پتنگ بازی) اور ویلنٹائن ڈے اس طرح منائے جانے لگے ہیں کہ شاید ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاں بھی نہ منائے جاتے ہوں آج جبکہ ہماری اکثریت

بھی اس بات سے ناواقف ہے کہ ان تہواروں کو منائے جانے کی کیا وجوہات ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے زبانی دعویدار یہ تک نہیں جانتے کہ لاعلمی میں ہم کتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں، ویلنٹائن ڈے پر لاکھوں روپے پانی کی طرح بہا کر (celeberate) کرتے ہیں، ایک ایسے ملک میں جہاں نصف سے زیادہ آبادی کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا، بھوک مٹانے کے لئے روٹی، اور سر چھپانے کے لئے رہائش بھی پوری طرح میسر نہیں ہے، کیا افلاس اور قرضوں میں جکڑے ملک کو یہ فضول خرچیاں زیب دیتی ہیں؟ پھر بھی زیب و آرائش میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش...... آخر یہ کس تہذیب اور کون سی ثقافت کی نمائندگی ہے؟

یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں

یقیناً مالک اعظم اللہ جل شانہ نے سچ فرمایا، اگر ہماری بصیرت کام کرتی ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کی سچائی روزمرہ کے واقعات سے منکشف ہو سکتی ہے، ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم بھی قرآن مجید میں مذکور گذشتہ اقوام کے واقعات کو اساطیر الاولین یعنی اگلوں کے قصے کہانیاں ہی سمجھتے ہیں، کہ جو کچھ ان اقوام کے ساتھ گزر چکا وہ ہمارے ساتھ ہونے سے رہا۔

مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں وارد اس آیت ہی کو لے لیجئے جس کا مفہوم یہ کہ جب ہم (اللہ تعالیٰ) کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو صاحب ثروت اور اثر و رسوخ کے حامل طبقے کو اس کی چھوٹ دے دیتے ہیں، کہ وہ زمین میں فساد پھیلائے تو پھر اس کے بارے میں قول حق بنکر سامنے آتا ہے، اور وہ بستی تباہ و برباد کر دی جاتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو اس تہوار کو منانے میں طبقہ اشرفیہ (elit class) پیش پیش ہے، کیا کبھی ہمارا دھیان اس طرف بھی گیا ہے کہ ہم اس طرح ہلاکت سے دوچار ہو سکتے ہیں، جس کا گذشتہ اقوام کو سامنا کرنا پڑا تھا، ہم تو سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم امت محمدیہ ﷺ کے افراد ہیں ہم تو بخشے بخشائے ہیں، اللہ کا عذاب ہم پر کس طرح نازل ہو سکتا ہے؟۔

ہمارا رویہ ٹھیک اس یہودی قوم کی طرح ہے جس کا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے بیٹے کی مانند ہیں، آگ ہمیں چھوئے گی بھی نہیں مگر محض چند دن، اس پر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو اپنے مرنے کی تمنا تو کر کے دکھاؤ۔

قرآن مجید میں اس پر تبصرہ موجود ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ انہیں حیات دنیوی بہت عزیز ہے، شاید ہم سمجھتے ہیں کہ اب تو کوئی وحی آتی نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس قسم کے کسی چیلنج کا کوئی خطرہ نہیں۔ نتیجۃً ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ "بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن" یعنی بے حیائی پر کمربستہ ہو جا اور پھر جو بھی چاہے کرتا پھر۔

کیا گناہوں سے روکنا قدامت پرستی ہے؟

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہا الشیطان(ترمذی شریف ص:۲۷۴، ج:۳)** جب بھی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے، اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **لا یدخلن رجل بعد یومی ہذا علی مغیبۃ الا ومعہ رجل او اثنان(مسلم شریف ج:۲، ص:۱۷۱۱)** آج کے بعد کوئی آدمی خاوند کی غیر حاضری میں اس کی عورت کے پاس اکیلا نہ جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہئے۔

یوں اس حدیث کی رو سے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ گھر میں یا کمرے میں، یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علاحدگی میں بیٹھے یہاں تک کہ بھائی یا خادمہ کے ساتھ یا مریضہ کا ڈاکٹر کے ساتھ بیٹھنا بھی حرام ہے، پھر ایسے میں کسی اجنبی عورت کو یا کسی بھی مسلمان کی بہن اور بیٹی کو اپنی محبوبہ قرار دیتے ہوئے، پھول یا کارڈ دینا، کیا اسلام کی روایات سے بغاوت نہیں۔

لیکن منفی نتائج کے ہم اس غیر اخلاقی اور حیا باختہ تہذیب کے تعاقب میں یوں سرپٹ

دوڑے چلے جارہے ہیں کہ ہمیں اسلامی روایات کا پاس ہے، نہ گذشتہ عبرتناک مناظر کی طرف ہماری نظر ہے،"ویلنٹائن ڈے" کے موقع پر کسی بھی لڑکی کا الگ لڑکے سے ملنا، اسے پھول پیش کرنا، یا پھر کسی لڑکے کا کسی لڑکی سے ملاقات کرنا اسے کارڈ یا دیگر تحائف دینا، اس کا تبادلہ کرنا مل جل کر بیٹھنا، باہم مصافحہ کرنا یہ سب اسلام کی کھلم کھلا بغاوت پر مبنی ہے، اسلام میں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام ہے"ویلنٹائن ڈے" بعض ان معاشرتی عادات اور رسوم ورواج میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ سے تجاوز کر گئی ہے، اور سراسر بغاوت پر مبنی ہیں، اور بعض باطل رسم ورواج تو اللہ کے حکم پر اس قدر غالب ہیں کہ اگر آپ کسی کو شرعی احکام بتائیں، اور اس کے سامنے اتمامِ حجت کے طور پر دلیل بھی پیش کر دیں، تو وہ آپ پر قدامت پرستی، شر پسندی، قطع رحمی، اور لوگوں کی صاف ستھری نیتوں پر شک وغیرہ کرنے کا الزام لگائے گا

"ویلنٹائن ڈے" کے موقعہ پر کسی کو بھی آپ منع کریں کہ بھائی یہ مغربی اور خالص عیسائی تہوار ہے، کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ عیسائی تہوار منائے، اور کسی کی ماں، بہن یا بیٹی کو یوں محبت کے اظہار کرنے کے لئے پھول پیش کرے تو یقیناً آپ پر قدامت پرست کی پھبتی کسی جائے گی۔

وہ تو کزن ہے

علاوہ ازیں موجودہ معاشرے میں ایک بیماری کزن کے روپ میں سرایت کر چکی ہے، ایسے موقع پر یا دیگر کسی غیر شرعی امور میں آپ کسی کو منع کریں، تو جواب ہوگا-لو جی- وہ تو میرا کزن ہے، یا میری کزن ہے، اب تو کزن سے محبت کرنا یا چچا کی بیٹی، خالہ زاد، ماموں زاد، بھابی، چچا کی بیوی، اور ماموں کی بیوی سے مصافحہ کرنا، ان کے ساتھ الگ تھلگ بیٹھک کر باتیں کرنا ہمارے ہاں تو پانی پینے سے زیادہ آسان اور عام ہوگیا ہے، اگر یہ لوگ بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو شریعت میں یہ معاملہ اس قدر خطرناک ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہونے والے سنگین معاشرتی حادثات سے آگاہ ہوں، تو کبھی اس کا ارتکاب نہ کریں، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :لأن يطعن في رأس احدكم بمخيط من حديد خير ان يمس

امرأة لاتحل له۔تم میں سے کسی کے سر پر لوہے کی سلاخ نشانہ باندھ کر ماری جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

افسوس ہے اس مسلمانی پر

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ملک میں ایک گل فروش کے پاس گئے، تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نے اس ویلنٹائن ڈے کی مکمل تیاری کر رکھی تھی، دکان کے داخلی دروازے سے اندر تک سارے فرش پر سرخ قالین، سرخ رنگ کی تختیاں الغرض سارا منظر ہی سرخ کیا ہوا تھا، ہم نے اس دکان کے ایک ملازم سے ملاقات کی اور اس سے اس تہوار میں ان کی تیاری کے بارے میں سوال کیا تو اس کا جواب تھا۔

یہ تیاری تو بہت پہلے سے ہی شروع کی جا چکی تھی اور اس کی مانگ بھی بہت زیادہ تھی پھر اس ملازم نے بتایا کہ اسے تو اس سارے منظر سے بہت تعجب ہو رہا ہے، اس نے عیسائیت ترک کر دی ہے اور اسلام قبول کرنے سے قبل ہی اسے علم تھا کہ ویلنٹائن ڈے ان کے دین کا حصہ ہے، ایسی صورت میں اسے تعجب تھا کہ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر پھولوں کے خریدار عیسائیوں کے بجائے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟۔

ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس

دوسری دکانوں میں تو پھول ختم ہو چکے تھے، جو بہت زیادہ مہنگے فروخت ہوئے، ایک مسلمان مبلغہ ایک ہال میں جمع ہونے والی طالبات کو درس دینے گئی تو اسے بہت زیادہ خفت اٹھانی پڑی، کیونکہ حاضر ہونے والی طالبات کو سرخ ماحول میں پایا، ایک لڑکی کے پاس سرخ پھول تھے اور دوسری نے سرخ رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی، یا سرخ رومال پکڑ رکھا تھا۔کسی کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بیاگ تھا، تو کسی نے سرخ جرابیں پہن رکھی ہیں، اور اس طرح ہر ایک نے سرخ رنگ کی اشیاء لئے ہوئے تھی۔ ہائے مسلمانوں کی

بیٹیوں پر افسوس........!!!!!2004ء کے ویلنٹائن ڈے پر بھارتی انتہاپسند ہندو تنظیم نے دہلی کے چوراہوں پر محبت کی علامتیں آگ میں جلا کر اس دن کی قباحت سے اپنی عوام کو خبردار کیا،ایک طرف ویلنٹائن ڈے سے سخت نفرت کی یہ مثال ہے اور دوسری طرف مسلمان ہیں جو ویلنٹائن ڈے کی محبت میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
چاک کردی ترک نِاداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

عالم اسلام میں ویلنٹائن ڈے کا فروغ

یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) اکثر اسلامی ممالک میں بھی منتقل ہوچکا ہے،بلکہ مرکز اسلام (جزیرۃ العرب) میں بھی پہنچ چکا ہے،اور ایسے معاشروں میں اس کی جڑیں پہنچ چکی ہیں،جن کے بارے میں ہم خیال کرتے تھے کہ وہ اس گندگی اور خرابی سے دور ہیں،حتی کہ اس دن سرخ گلاب کے پھول کی قیمت انتہائی حد تک بڑھ جاتی ہے،اور ایک پھول کی قیمت دس ڈالر تک جا پہنچتی ہے،حالانکہ اس کی قیمت کبھی بھی ۴/اڈالر سے زیادہ نہیں ہوتی،تحائف اور کارڈوں کی دکانیں اس موقع پر مسابقت یعنی باہم مقابلہ کی صورت اختیار کرلیتی ہیں۔اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کارڈوں کو اسی مناسبت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کرتے ہیں،اور بعض خاندان تو اس دن اپنے گھر کی کھڑکیوں میں سرخ گلاب لٹکاتے ہیں۔

بعض خلیجی ممالک میں تو متعدد تجارتی مراکز،کمپنیاں اور ہوٹل''یوم محبت'' کے موقع پر خاص محفلیں سجاتے ہیں۔اکثر دکانیں اور تجارتی مراکز تو سرخ لباس میں ڈوبے ہوتے ہیں،کویت میں یوم محبت کی سب سے عجیب چیز یہ تھی کہ ایک دکاندار نے فرانسیسی زندہ خرگوش

منگوائے جو بالکل چھوٹے اور سرخ آنکھوں والے ہوتے ہیں، اور ان کے گلے میں پٹا ڈال کر ایک چھوٹے سے ڈبے میں رکھا تا کہ یہ بطورِ تحفہ پیش کیے جاسکیں۔

اس صورت حال میں مسلم معاشرے کی جڑوں میں سرایت کرنے والے اس تہوار کے خلاف ہر قسم کے وسائل استعمال کرتے ہوئے، لڑنا واجب ہے، اور اس کی جواب دہی بحیثیت مسلمان ہم سب کے کندھوں پر ہے، کسی ایک پر نہیں۔

کیا ویلنٹائن ڈے کے مخالف محبت کے دشمن ہیں؟

ہوسکتا ہے کہ بعض نادان یہ کہیں کہ تم تو ہمیں محبت سے محروم کرنا چاہتے ہو، حالانکہ ہم تو اس دن اپنے شعور و خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اس کی تعبیر کرتے ہیں، تو اس میں کیا ممانعت ہے؟

اس کے جواب میں ہم کہیں گے! اس دن کے ظاہری نام اور اس کے پیچھے جو ان کا حقیقی مقصد ہے، وہ چاہتے ہیں کہ اس میں خلط ملط کرنا غلط ہے، لہٰذا اس تہوار کے نام پر جو محبت مقصود ہے وہ عشق مجازی کا وہ کم ترین درجہ ہے، جس کا مقصد چوری چھپے لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے سے دوستی لگانا، اور یار بنانا ہے، اس دن کے بارے میں معروف ہے کہ یہ تہوار فحاشی، آزادانہ میل ملاپ اور جنسی تعلقات کے قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

یہ لوگ خاوند اور بیوی۔ بیوی اور اس کے خاوند کے مابین پاکیزہ اور شفاف محبت کی بات نہیں کرتے، یا پھر کم از کم وہ خاوند اور بیوی کے مابین شرعی محبت اور عاشق و معشوق اور چوری چھپے دوستیاں لگانے والوں کی حرام محبت کے مابین کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کرتے، لہٰذا یہ تہوار ان کے ہاں محبت کی تعبیر کا وسیلہ ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی مخالفت کیوں؟

یہ تہوار اصل میں رومی بت پرستوں کا ہے، اور اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے اس تہوار کو

منانا ایک شرکیہ عمل اور شرکیہ عقائد کو تسلیم کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں بیان فرمایا ہے :**والذین لایشھدون الزور(سورہ الفرقان :۷۲)** ابن عباس ؓ نے اس آیت کی تفسیر میں زور سے مراد کفار ومشرکین کا عیدوں کو لیا ہے (تفسیر الدرالمنثور ص ۳۷۷:رج ۷:)

یہ تہوار مسلمانوں کو بلکہ ساری انسانیت کی محبت کو زوجیت کے دائرے سے نکال کر عشق وعاشقی کے غیر فطری دائرے میں داخل کرتا ہے۔

اسلام مرد و عورت کے آزادانہ میل جول اور اختلاط کی اجازت نہیں دیتا، جب کہ یہ دن منانا اختلاط کو بڑھانے کا ذریعہ ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند اور مبغوض ترین ہیں، ان میں سے ایک یہ بتایا گیا کہ اسلام میں جاہلیت کے رواج کو چاہنے والا ہے (صحیح بخاری ۶۴،۶۳)

عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے۔(مسند احمد ص ۵۰:رج ۲:)

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو غیروں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱۱۷۳:)

اور حضرت عمر ؓ فرمایا کرتے تھے :اللہ کے دشمنوں کی عیدوں اور تہواروں سے بچو۔ (السنن الکبری للبیہقی ص ۲۲۸:رج ۹:)

محبت بدنام ہوگئی

افسوس کہ لوگوں نے محبت کے لفظ کو بھی بدنام کر دیا ہے، اور بے شرمی اور بے غیرتی کو محبت جیسا باعزت نام دے دیا ہے، محبت بے غرض اور پاکیزہ چاہت کا نام ہے، جس چاہت کا مقصد نفس کی آگ کو غذا فراہم کرنا اور بے لگام خواہشات کی پیاس بجھانا ہو وہ محبت

نہیں ہے، جو چاہت محض ہوس نفس کی تکمیل سے عبارت ہو، وہ تو پاکیزگی سے نا آشنا ہے، اسلام دین محب ہے، اس نے ہر شئی سے محبت کا سبق دیا ہے، خدا سے محبت، خدا کے رسول ﷺ سے محبت، ہر مسلمان اور ہر انسان سے محبت، اللہ کی ہر مخلوق سے محبت، ماں باپ اور بھائی بہنوں سے محبت، یہ ایک تحفۂ محبت ہے، جسے ہر شخص اور ہر جگہ پر پیش کرتا ہے، اس میں پاکیزگی ہے، اس میں بے غرضی ہے، اور اس میں دوام و پائیداری ہے۔

مرد و عورت کا ایک دوسرے کی طرف رجحان یہ بھی فطرت انسانی کا ایک حصہ ہے، اور خاندانوں کی تشکیل کے لئے یہ ایک سماجی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال اور جائز صورت رکھی ہے، اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کی طرف میلان محسوس کرتا ہے تو شریعت میں اس کے لئے ایک پاکیزہ طریقہ ہے کہ خاندان کے بزرگوں کے ذریعہ سلسلہ جنبانی کیا جائے، اور طرفین کی رضامندی سے ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت کا معاہدہ کرلیا جائے، جسے نکاح کہتے ہیں، اس میں پاکیزگی ہے، یہ چند اور چند مہینوں کے لئے نفس کی تسکین کا سامان خریدنا نہیں ہے، بلکہ زندگی بھر ایک دوسرے کا ساتھ دینے اور ہمیشہ دکھ سکھ بانٹنے کا ایک باعزت معاہدہ ہے، یہ معاہدہ خود غرضی کا نہیں، بلکہ ایک دوسرے کے بوجھ کو اٹھانے کا ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح دو انسانوں کے درمیان محبت پیدا کرتا ہے، یہ پاکیزہ محبت ہے، اسی لئے جوں جوں حسن و شباب ڈھلتا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ شفقت اور حسن سلوک کے جذبات بڑھتے جاتے ہیں، نفسانی چاہت کا حال یہ ہے کہ جو طبیعتیں اس کی خوگر ہوتی ہیں وہ ہرجائی بن جاتی ہیں، کچھ دنوں کی دلچسپی کے بعد جو ان میں ایک دوسرے کے لئے بے چین رہتے تھے، وہ ایک دوسرے سے اپنا دامن بچانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اور اس تعلق کے بوجھ ہونے کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے۔

نکاح عورت کا اعزاز اور اس کا احترام ہے، اور زندگی بھر کے تعلق کو نباہنے کا پیمان ہے اور عشق و محبت کے نام پر مغربی تہذیب نے جس چاہت کا سبق سکھایا ہے، یہ ہوس کی

پرستش اور ناپاک اور خود غرضانہ چاہت ہے، اس میں عورتوں کی تذلیل وتحقیر اور اس کی رسوائی کا سامان ہے، اور اکثر اوقات اس کا استحصال ہے، آج مغرب خدا کی نافرمانی اور قانونِ فطرت سے بغاوت کی سزا چکھ رہا ہے، کہ ان کی زندگی سکون کی نعمت سے محروم ہے، وہ ان گلہائے حسن وجمال سے عاجز آچکے ہیں جن میں وفا کی خوشبو نہیں، جس میں انسان کو ایک کربناک بڑھاپے سے گذرنا پڑتا ہے، جہاں بے غرض محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں، جہاں ایک مرد یا عورت سانس سے زیادہ قریب رہنے والے ساتھی کے بارے میں بھی یہ اطمینان نہیں کرسکتا کہ اس کی محبت اس کے لئے وقف ہے، اور اس کی وفاداریاں اٹوٹ اور ناقابل یقین ہیں۔

کیا ہم مذہب کی گرویدہ حیاء اور وفاداری کی پرستار اور بے غرض محبت کی ترجمان کی سرزمین میں حیاء واخلاق سے آزادی اسی تہذیب کو خوش آمدید کہنا چاہتے ہیں؟؟

حقیقی محبت کونسی ہے

بے شک اسلام میں محبت تو ایک صورت یعنی آدمی اور عورت کے مابین محبت میں ہی منحصر ہونے کے بجائے عام اور اشمل ہی زیادہ بہتر ہے، وہ اس طرح کہ دین اسلام میں اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا، خیر وبھلائی کے کام کرنے والے لوگوں سے محبت کرنا، اصلاح اور دین سے محبت کرنے والوں اور دین کی مدد کرنے والوں سے محبت کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانے والوں سے محبت کرنا، نیز اسی طرح بہت ساری دیگر محبتیں بھی ہیں، جن سے اسلام ہمیں آگاہ کرتا ہے، لہٰذا جب محبت کے اس وسیع معنی کو صرف محبت کی اس نوع اور قسم میں منحصر کردیا جائے، تو پھر بہت ہی خطرناک اور غلط بات ہے۔

بے شک جو لوگ یہ گمان اور خیال رکھتے ہیں کہ شادی سے قبل محبت کرنا شادی کے لئے مفید اور بہتر نتائج کا باعث ہے، اس سے اچھے اور بہتر تعلقات قائم ہوتے ہیں، تو ان کا یہ

خیال تباہ کن اور خسارے کا باعث ہے، جیسا کہ واقعات سے یہ ثابت بھی ہو چکا ہے، لہذا قاہرہ یونیورسٹی نے محبت کی شادی اور مروجہ شادی کے بارے میں جو تحقیق کی ہے، اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شادی جو محبت کی شادی (love marriage) میں اٹھاسی فیصد شادیاں ناکامی کا شکار ہوتی ہیں یعنی اس میں کامیابی کا تناسب ۱۲رفیصد سے زیادہ نہیں اور مروجہ شادیاں (arrange marriage) میں کامیابی کا تناسب ۷۰رفیصد ہے۔ یعنی دوسری عبارت میں کہ جسے وہ مروجہ شادی کا نام دیتے ہیں اس میں کامیابی کا تناسب محبت کی شادی سے چھ گنا زیادہ کامیاب ہے (رسالہ الی مؤمنہ ص ۲۵۵: بحوالہ ویلنٹائن ڈے: ۱۸۳)

محبت پیدا کیوں نہیں ہوتی؟

جب ہم یورپی معاشرے کے حالات دیکھتے ہیں جو یوم محبت مناتے اور اس کی ترویج کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ تو ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا اس تہوار کو منانے سے ان کے ازدواجی تعلقات میں کس حد تک بہتری پیدا ہوئی ہے، اور خاوند بیوی کے مابین اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ کیا ان میں اس کا کوئی مثبت اثر بھی ہوا ہے؟

ان کے سروے اور تحقیق میں درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۹۸۷ء میں امریکی تحقیق کے مطابق ۷۹ رفیصد مرد عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں، اور خاص کر جب وہ شادی شدہ ہوں (جریدۃ القبس ۱۵/ ۲/ ۱۹۸۸ء)

نفسیاتی صحت کے امریکی ادارے کے مطابق ۱۷رفیصد عورتیں ایسی تھیں، جو ابتدا میں طبی امداد لینے آئیں تھیں جنہیں ان کے خاوند یا پھر مرد دوستوں نے زدوکوب کیا تھا، ۸۳رفیصد عورتیں ایسی تھیں جو کم از کم ایک بار پہلے ہسپتال میں زخموں کا علاج معالجہ کروانے کے لئے داخل ہوئیں۔ وہ زدوکوب کے نتیجے میں داخل ہوئیں، اس تحقیق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اکثر عورتیں ایسی ہیں جو اپنے زخموں کا علاج کروانے ہسپتالوں میں نہیں جاتیں، بلکہ اپنے گھروں میں مرہم پٹی کر لیتی ہیں۔

امریکی تحقیقی ادارے fpt کے مطابق امریکہ میں ایک ایسی خاتون بھی موجود

ہے، جسے اس کا خاوند ہر اٹھارہ سیکنڈ کے بعد لازماً زدوکوب کرتا ہے۔

امریکی میگزن "ٹائم" نے لکھا ہے کہ چھ ملین زدوکوب کی جانے والی بیویوں میں سے چار ہزار ایسی ہیں جو گھریلو تشدد کے نتیجے میں ہلاک ہو چکی ہیں!!!

جرمنی کے ایک سروے کے مطابق کم ازکم ایک لاکھ عورتیں ایسی ہیں جو سالانہ جسمانی یا نفسیاتی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں، جو ان کے خاوند یا پھر ان کے ساتھ رہنے والے مرد کرتے ہیں لیکن احتمال یہ ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر دس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔

فرانس میں تقریباً بیس لاکھ عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔

برطانیہ میں ایک سروے کے مطابق سات ہزار عورتیں شریک ہوئیں، ان میں سے ۲۸ فیصد عورتوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے خاوندوں اور دوستوں کی مار پیٹ کا شکار ہوتی ہیں۔

تو ان نتائج کے بعد ہم یہ کس طرح مانیں اور تصدیق کریں کہ محبت کا تہوار خاندان اور بیوی کے لئے مفید وفائدہ مند ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تہوار تو مزید فسق وفجور اور حرام تعلقات اور ذلت کی دعوت دیتا ہے۔

اپنی بیوی سے سچی اور حقیقی محبت کرنے والے خاوند کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسے اس اخلاق باختہ اور حیا سوز تہوار کے ذریعے محبت کی یاد دلائی جائے، کیونکہ وہ تو ہر وقت اور ہر لحظہ اپنی بیوی سے محبت کی تعبیر میں مصروف رہتا ہے۔

سروے سے یہ بات ثابت ہے کہ "کرسمس" کے تہوار کے بعد یوم محبت دوسرے نمبر پر آتا ہے، لہذا جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) عیسائیوں کا ایک تہوار ہے، اور کرسمس کے بعد دوسرے درجہ پر یوم محبت کو درجہ حاصل ہے، تو مسلمان کا اسے منانے میں شریک ہونا جائز نہیں، کیونکہ ہمیں تو ان کے دین اور ان کی عادات میں ان کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اسی طرح ان کی دوسری خصوصیات میں بھی ہمیں ان کی مخالفت کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید، سنت صحیحہ، اور اجماع سے ثابت ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے۔ (ویلنٹائن ڈے کی حقیقت: ۱۸۵)

امام ابن تیمیہؒ کی رائے

امام ابن تیمیہؒ بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ، جذبہ عشق دلوں کو غلام بنالیتا ہے، روح کو قید کرلیتا ہے، اور اسے ذلت ورسوائی کے گہرے کھڈے میں گرا دیتا ہے۔

ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب کسی آدمی کا دل کسی عورت کی محبت میں اٹک جائے چاہے وہ اس کے لئے مباح ہی ہو تو اس کا دل اس عورت کا قیدی بن جائے گا، اور وہ عورت اس کی شخصیت میں اپنی مرضی ومنشا کے مطابق تصرف کرے گی، وہ دیکھنے میں تو اس کا سردار، خاوند اور مالک معلوم ہوگا، مگر درحقیقت وہ اس کا قیدی اور غلام ہوگا، بالخصوص اس وقت جب عورت کو علم بھی ہو کہ وہ میرا محتاج اور عاشق ہے، اور وہ میرے علاوہ گزارا نہیں کرسکتا، اس وقت وہ عورت اس پر ایسے حکم چلائے گی جیسے ایک ظالم سردار اپنے مجبور غلام پر حکم چلاتا ہے، بلکہ عورت کا ظلم اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہوگا، کیونکہ دل کی غلامی جسمانی قید سے بدتر ہوتی ہے۔

جس شخص کا بدن غلام ہے، مگر دل مطمئن اور خوش ہے تو اسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی، بلکہ ممکن ہے وہ آزادی کا کوئی حیلہ کرے، لیکن جب یہ جسم کا بادشاہ دل ہی غلام بن جائے اور غیر اللہ کا قیدی ہو تو حقیقی ذلت اور قید کا آخری درجہ ہے۔

(العبودیۃ لابن تیمیہ: ۴۱)

ہمارے ہاں جو ہندی فلموں کے ذریعے آنے والی محبت معاشرے میں فروغ پا رہی ہے، یا جسے ہم محبت کہنے لگے ہیں وہ اس سے مختلف تباہی نہیں، ہلاکت اور بربادی ہے۔

ویلنٹائن ڈے میں تعاون کا شرعی حکم؟

اس تہوار کے منانے میں کفار کی معاونت نہ کرنا، کیونکہ یہ تہوار شعائر کفر میں سے ایک شعار ہے، لہذا اس میں ان کی معاونت کرنا، اور اسے تسلیم کرنے میں کفر کو بلند کرنے پھیلانے

اور اس کے اقرار میں معاونت ہوتی ہے، مسلمان شخص کو اس کا دین کفر کی اعانت اور اس کے اقرار اور اسے بلند اور ظاہر کرنے اور اس میں مدد و تعاون کرنے سے منع کرتا ہے۔ اسی لئے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ ؒ کہتے ہیں:

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ کفار سے ان کے خصوصی تہوار میں ان کے لباس، کھانے پینے، غسل کرنے، آگ جلانے اور اپنی کوئی عادت اور کام وغیرہ یا عبادت سے چھٹی کرنے میں ان کی مشابہت کریں، مجمل طور پر یہ کہ ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کفار کے کسی خاص تہوار کو ان کے کسی شعار کے ساتھ خصوصیت دیں، بلکہ ان کے تہوار کا دن مسلمانوں کے ہاں باقی سارے عام دنوں جیسا ہی ہونا چاہئے (مجموع الفتاوی ۲۵/ ۳۲۹)

مسلمانوں میں جو بھی اس تہوار کو مناتا ہے اس کی معاونت نہ کی جائے، بلکہ اسے اس سے روکنا واجب ہے، کیونکہ مسلمانوں کا کفار کے تہوار منانا ایک منکر اور برائی ہے، جسے روکنا واجب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ کہتے ہیں

جس طرح ہم ان کے تہواروں میں کفار کی مشابہت نہیں کرتے، تو اسی طرح مسلمانوں کی اس سلسلے میں مدد و اعانت بھی نہیں کی جائے گی بلکہ اسے اس سے روکا جائے گا، (الاقتصاد ۵۱۹، ۵۲۰/ ۲) تو شیخ الاسلام کے فیصلے کی بناء پر مسلمان تاجروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ یوم محبت کے تحفہ تحائف کی تجارت کریں، چاہے وہ کسی معین قسم کا لباس ہو، یا سرخ گلاب کے پھول وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کو یوم محبت میں کوئی تحفہ دیا جائے، اس تحفہ کو قبول کرنا بھی حلال نہیں، کیونکہ اسے قبول کرنے میں اس تہوار کا اقرار اور اسے صحیح تسلیم کرنا ہوگا۔ اور باطل معصیتوں کی مدد ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوا ننیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو، اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔

یوم عاشقان منانا بالاجماع حرام ہے

تمام علماء کا متفقہ فتویٰ ہیکہ ویلنٹائن ڈے منانا یا ''عیدالحب'' منانا ناجائز اور حرام ہے، چنانچہ سعودی عرب کے فتوی کمیٹی نے اپنے ایک طویل فتوے (فتوی نمبر-۲۱۲۰۳) میں اس عید میں شرکت اور اس کے اقرار اور اس موقع پر مبارکبادی اور اس میں کسی بھی قسم کے تعاون کو حرام قرار دیا ہے، (عید محبت اور کافروں کی عید دیگر عیدوں سے متعلق اہل علم کے فتوے ص ۲۰۳: مقصود الحسن فیضی بحوالہ: ویلنٹائن ڈے تاریخ، حقائق اور اسلام کی نظر میں: ۱۹۷)

اب ہم آخیر میں اس حیاء سوز وجان لیوا بدتہذیبی کی وجہ سے اخروی انجام کی بربادی کے دو وقعات لکھ کر بات مکمل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے اس سے صرف دنیا ہی نہیں بلکہ آخرت بھی برباد ہوتی ہے

عاشق کافر ہو گیا، معشوقہ مسلمان ہوگئی

ابوالحسن زاغونی ؒ کہتے ہیں کہ : ایک شخص کا ایک عیسائی عورت کے دروازے پر سے گذر ہوا جب اس عورت پر اسکی نگاہ پڑی تو اس پر عشق آگیا، اور محبت سے اس قدر مغلوب ہونے لگا کہ محبوبہ کے علاوہ کسی کا خیال نہ آتا اس نے رابطہ کے لئے اپنا ایک دوست رکھ لیا جو دونوں کے درمیان خط وکتابت پہنچاتا، خطوط نے اس کی محبت کو عشق کی انتہاء تک پہنچا دیا جس سے اسکی حالت بدتر ہونے لگی، ماں سامنے گذرتی تو بھی پتہ نہ چلتا، ماں بات کرے تو جواب نہ دیتا کہ ہمیشہ اس کے خیال میں مگن رہتا، ماں کو بیٹے کی اس حالت پر رحم آیا اس نے اس دوست سے کہا کہ میرے بیٹے پر رحم کرو، اس کی حالت پر ترس کھاؤ، وہ اپنی ماں کو بھی نہیں پہچان رہا ہے، دوست نے کہا آپ میرے ساتھ چلیں، وہ صرف اپنی محبوبہ کی بات سنتا ہے جو بھی اس سے محبوبہ کے متعلق سچ ہو یا جھوٹ سناوے سن نے تیار ہے، دوست نے

اس عاشق سے کہا کہ تمھاری محبوبہ کی طرف سے ایک خبر آئی ہے ،اس نے پوچھا کیا ہے؟
دوست نے کہا کہ : تیری ماں وہ خبر لائی ہے اور آج سے یہی تیری محبوبہ کی خبریں لایا کریگی ، وہ محبوبہ کی باتیں سن نے کے لئے اپنی ماں سے باتیں کرنے لگا لیکن عشق کا بھوت سر چڑھتا گیا،اور حالت بدتر ہوتی گئی اور موت کے آثار نمودار ہونے لگے اسنے اپنے دوست کو بلایا اور کہا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے،اب اور مجھ سے صبر نہ ہوگا میں اپنی محبوبہ سے ملنا چاہتا ہوں ،دوست نے پوچھا اب کیسے ملوگے؟ کہا میری محبوبہ دین عیسائیت پر ہے اور میں دین محمدی پر دنیا میں ہم دونوں کے ملن کو مذہب نے روکے رکھا اب میں اپنا دین چھوڑ کر اپنی محبوبہ کا مذہب قبول کرتا ہوں اور اسلام سے عیسائیت قبول کرتا ہوں ،بس اتنا کہہ کر وہ دنیا سے چل بسا۔وہ دوست اسکے موت کی خبر لے کر محبوبہ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں محبوبہ بھی بیمار ہے،اور اس سے بات چیت کرنے لگا ،اس پر بھی موت کے آثار شروع ہو گئے محبوبہ نے کہا کہ : میں اپنے محبوب سے دنیا میں نہ مل سکی لیکن میں اس سے ملنا چاہتی ہوں ،اسلئے میں اپنا عیسائی مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہو کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں ،اسکا باپ پہلے سے ان دونوں کی محبت کو جانتا تھا جب بیٹی نے اسلام قبول کرلیا تو اس نے غصہ سے اس دوست سے کہا کہ :
اب اس کو لے جاؤ یہ ہمارے مذہب کی نہیں ہے لے جا کر اپنے قبرستان میں دفن کرلو (عشق مجازی کی تباہ کاریاں: ۲۶۳) عشق نے کیا سے کیا کر دیا کہ اپنی محبوبہ سے ملنے کے لئے عیسائیت قبول کرلیا کہ آخرت میں ملیں گے جبکہ اگر دونوں عیسائی ہوتے تو دونوں جہنم میں جلتے وہاں کا دوزخی ملن کیا سکون بخش ہوتا؟ اور آج اس عشق کے بھوت نے مسلمانوں کی زبان سے پتہ نہیں کیسے کیسے کفریہ جملہ نکلوادیا اور مالک حقیقی کی بارگاہ میں انہیں کافر بنا رکھا ہے،اور کتنی مسلمان لڑکیاں اس بلا کی وجہ سے مذہب چھوڑ کر کفر پر زندگی بسر کررہی ہیں اس کے واقعات ہر شہر میں ہیں ،ظاہری دینداری والوں کے داماد بھی کافر ہیں کہ بیٹی بھاگ کر فلاں سے شادی کرلی ہے جو کہ کافر ہے اور اسکی خاطر باپ ،ماں ،بھائی سب کے خلاف کیس

کروارہی ہے کہ کہیں میرے حرام عاشق کو کوئی گزند نہ پہنچے ۔(عشق مجازی کی تباہ کاریاں :۲۶۱)

عاشق کی لاش گندگی کے ڈھیر میں

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی ہے جو بغداد میں رہتا تھا ،اسکا نام صالح تھا ، یہ نیک نامی میں بہت مشہور تھا چالیس سال تک اذاں دیتا تھا،اذاں دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور مسجد کے پہلو میں ایک عیسائی کے گھر میں اسی کی بیٹی کو دیکھا اور اسکے فتنہ میں مبتلا ہوگیا،اتر کر اس کے دروازہ پر آیا اور اسکا دروازۃ کھٹکھٹایا،عیسائی لڑکی نے دروازہ کھولا اور پوچھا کون ہے؟ جب اس مؤذن کو اندر آنے کی اجازت ملی تو وہ اندر داخل ہوتے ہی اس لڑکی سے لپٹ گیا،لڑکی نے کہا تم مسلمان تو بڑی دیانت وامانت والے ہوتے ہیں ان میں حیا و پاکدامنی ہوتی ہے مگر یہ خیانت و بے حیائی کیسی ؟ عشق کا بھوکا درندہ اس پر سوار ہو چکا تھا اس نے جواب میں کہا کہ اگر میری بات مانتی ہو تو ٹھیک ورنہ میں تمھیں قتل کردوں گا،لڑکی نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا،نہ تم مجھے قتل کرسکو گے اور نہ ہی اس حال میں میری عزت لے سکتے ہو،ہاں اگر تم اپنا دین چھوڑ دو اور عیسائی ہو جاؤ تو پھر تمہاری خواہش پوری ہوگی ،اس نے کہا میں تمہاری خاطر سب کچھ چھوڑنے تیا ہوں، یہ کہہ کر وہ کہنے لگا:

میں اسلام کو اور محمد کے لائے ہوئے دین کو چھوڑتا ہوں،اس کے بعد اسکی طرف ہاتھ بڑایا تو لڑکی نے کہا تم یہ زبانی جملہ اس لئے کہے کہ تم اپنا مقصد پورا کرلو ،مقصد پورا ہوجانے کے بعد اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے،تم اپنی بے دینی کا ثبوت دینے کے لئے میری شرط مانو اور خنزیر کا گوشت کھا کر دکھاؤ یہ کہہ کر اندر سے خنزیر کا گوشت لاکر سامنے رکھدی ،وہ فورا اٹھا کر کھانے لگا ،اس کے بعد اس نے شراب پلایا ،وہ خوب سیر ہوکر شراب پیا،جب نشہ چڑگیا تو اس نے کہا تھوڑی دیر اوپر چڑ کر سوجاؤ جب میرے والد آئنگے تو ہم دونوں کا نکاح

کرادیں گے، اسکو چھت پر چڑادیا،نشہ میں وہ چھت سے زمین پر گرا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی ،وہ لڑکی دروازہ بند کر کے چلدی تھی تھوڑی دیر بعد جب اسکا باپ آیا تواکو سارا واقعہ سنایا،جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تووہ نیچے گرکر مر چکا تھا،دونوں نے اسکوایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک کونہ میں رکھدیا ،رات ہونے پر اس کوایک گلی میں پھیک دیا،صبح لوگوں نے صالح مشہور نیک شخص کی لاش دیکھی اور وجہ معلوم ہوئی تو لوگوں نے اسکی لاش کوگندگی کے ڈھیر میں پھینک دیا

(عشق مجازی کی تباہ کاریاں:۲۶۴)

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تودل جلا کے سرعام رکھ دیا

اللہ تعالی امت مسلمہ کی نسل نو کی حفاظت فرماوے اورنوجوان لڑکوں ولڑکیوں کو اس بے حیاء رسم سے محفوظ رکھے(آمین ثم آمین)

احمداللہ نثار قاسمی

خادم التدریس: مدرسہ خیر المدارس حیدرآباد
۱۰/۱/۲۰۱۷ء مطابق ۱۱/ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ
9966488861